جلد ۲ | ۲۶ ربیع الآخر سنہ ۱۳۷۶ھ مطابق ۳۰ نومبر سنہ ۱۹۵۶ء | شمارہ ۲۹

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عن جابرٍ قال ما سُئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شیئاً قطُّ فقال لا۔ متفق علیہ

جابرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب کوئی چیز مانگی گئی، آپ نے منع نہیں فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

عن انسٍ ان رجلاً سأل النبی صلی اللہ علیہ وسلم غنماً بین جبلین فاعطاہ ایاہ فاتی قومہ فقال ای قوم اسلموا فواللہ ان محمداً لیعطی عطاءً ما یخاف الفقر رواہ مسلم

انسؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنی بکریاں مانگیں کہ جو دو پہاڑوں کے درمیانی نالہ کو بھر دیں۔ آپ نے اس کو اتنی ہی بکریاں دیدیں پھر وہ شخص اپنی قوم میں آیا اور کہا۔ اگر مسلمان ہو جاؤ خدا تعالٰے کی قسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم اتنا دیتے ہیں کہ پھر افلاس کا ڈر نہیں رہتا۔ (مسلم)

عن انسٍ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلی الغداۃ جاء خدم المدینۃ بآنیتھم فیھا الماء فما یأتون باناءٍ الا غمس یدہ فیھا فربما جاءہ بالغداۃ الباردۃ فیغمسون یدہ فیھا رواہ مسلم

انسؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کی نماز سے فارغ ہو جاتے تو مدینہ والوں کے نوکر چاکر برتنوں میں پانی لے کر حاضر ہوتے۔ آپ ہر ایک کے برتن میں اپنا ہاتھ ڈال دیتے اور اکثر صبح کے وقت آتے اپنا ہاتھ پانی میں ڈال دیتے (مسلم)

قال لم یکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاحشاً ولا لعّاناً ولا سبّاباً کان یقول عند المعتبۃ ما لہ ترب جبینہ (رواہ البخاری)

انسؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو فحش گو تھے۔ نہ لعنت کرنے والے اور نہ بدکلام جب آپ کو کسی پر غصہ آتا تو صرف اتنا فرماتے۔ کیا کرتا ہے۔ تیری پیشانی خاک آلود ہو (بخاری)

عن ابی ھریرۃ قال قیل یا رسول اللہ ادع علی المشرکین قال انی لم ابعث لعّاناً وانما بعثت رحمۃً رواہ مسلم

ترجمہ:۔ ابوہریرہؓ کہتے ہیں عرض کیا گیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کافروں کے حق میں بددعا فرمائیے آپ نے فرمایا۔ مجھ کو لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا ہے بلکہ مجھ کو رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔ (مسلم)

عن ابی سعید الخدری قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اشدّ حیاءً من العذراء فی خدرھا فاذا رأی شیئاً یکرھہ عرفناہ فی وجھہ متفق علیہ

ترجمہ:۔ ابی سعید خدریؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نہایت حیادار تھے۔ ان کنواری لڑکیوں سے زیادہ حیادار جو پردہ میں ہوں۔ اور جب کوئی بات آپ کے خلاف مزاج ہوتی تو ہم آپ کے چہرے سے آپ کی ناگواری کو محسوس کر لیتے (بخاری مسلم)

اللہ تعالیٰ کی نیک بندیاں

حضرت امِ کلثوم رضی اللہ عنہا کا ذکر

یہ بھی ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلّم کی بیٹی ہیں - ان کا پہلا نکاح عتیبہ سے ہُوا تھا - جو اُسی کافر ابولہب کا دوسرا بیٹا ہے - ابھی رخصت نہ ہونے پائی تھیں کہ ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کو پیغمبری مل گئی - وہ دونوں باپ بیٹے مسلمان نہ ہوئے اور اُس نے بھی باپ کے کہنے سے ان بی بی کو چھوڑ دیا - جب ان کی بہن حضرت رقیہ کا انتقال ہوگیا تھا تو ان کا نکاح حضرت عثمانؓ سے ہوگیا - اور جب حضرت رقیہ کا انتقال ہوگیا تھا اتفاق سے اُسی زمانہ میں حضرت حفصہؓ بھی بیوہ ہوگئی تھیں اُن کے باپ حضرت عمرؓ نے ان کا نکاح حضرت عثمانؓ سے کرنا چاہا اُن کی کچھ رائے نہ ہوئی - پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہُوئی تو آپؐ نے فرمایا کہ حفصہؓ کو تو عثمان سے اچھا خاوند بتلاتا ہوں اور عثمانؓ کو حفصہؓ سے اچھی بی بی بتلاتا ہوں -

چنانچہ آپؐ نے حضرت حفصہؓ سے نکاح کر لیا اور حضرت عثمانؓ کا حضرت ام کلثومؓ سے کر دیا - فائدہ - آپ نے ان کو اچھا کہا اور پیغمبر کسی کو اچھا کہیں یہ ایمان کی بدولت ہے - بیبیو ایمان اور دین درست رکھو -

حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا کا ذکر

یہ عمر میں سب بہنوں سے چھوٹی اور رتبہ میں سب سے بڑی اور سب سے زیادہ پیاری بیٹی ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیں - حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنی جان کا ٹکڑا فرمایا ہے اور ان کو سارے جہان کی عورتوں کا سردار فرمایا ہے - اور یوں بھی فرمایا ہے کہ جس بات سے فاطمہؓ کو رنج ہوتا ہے اس سے مجھ کو بھی رنج ہوتا ہے - اور جس بیماری میں ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات فرمائی ہے اس بیماری میں آپؐ نے سب سے پوشیدہ صرف اُن ہی کو اپنی وفات نزدیک ہو جانے کی خبر دی تھی - بس پر یہ رونے لگیں - آپؐ نے پھر اُن کے کان میں فرمایا کہ تم رنج مت کرو - ایک تو سب سے پہلے تم میرے پاس چلی آؤگی - دوسرے جنّت میں سب بیبیوں کی سردار ہوگی - یہ سُن کر ہنسنے لگیں - حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی بیبیوں نے کتنا ہی پوچھا کہ یہ کیا بات تھی - اُنہوں نے حضرتؐ کی وفات کے بعد یہ بھید بتلایا[۱] - اور حضرت علیؓ سے ان کا نکاح ہُوا ہے - اور بھی حدیثوں میں ان کی بڑی بڑی بزرگیاں آئی ہیں -

فائدہ ۱- حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ ساری محبت اور خصوصیت اس لئے تھی - کہ یہ دیندار اور صابر شاکر سب سے زیادہ تھیں - بیبیو دین اور صبر[۲] اور شکر کو اختیار کرو - تم بھی خدا اور رسولؐ کی پیاری بن جاؤ -

فائدہ ۲- جہاں سب سے پہلے پہل پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلّم کا حال آیا ہے وہاں بھی اُن سب بیبیوں اور سب بیٹیوں کے نام آچکے ہیں -

فائدہ[۳] - بیبیو ایک اور بات سوچنے کی ہے - تم نے حضرتؐ کی گیارہ بیبیوں اور چار بیٹیوں کا حال پڑھا ہے اس سے تم کو یہ بھی معلوم ہوا ہوگا کہ بیبیوں میں بجز حضرت عائشہؓ کے سب بیبیوں کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دوسرا نکاح ہُوا ہے اور بیٹیوں میں بجز حضرت زینبؓ اور حضرت فاطمہؓ کے باقی دو کا حضرت عثمانؓ سے دوسرا نکاح ہُوا ہے - یہ بارہ بیبیاں وہ ہیں کہ دُنیا میں کوئی عورت عزّت دار رتبے میں اُن کے برابر نہیں - اگر دوسرا نکاح کوئی عیب کی بات ہوتی تو یہ بیبیاں توبہ توبہ کیا عیب کی بات کرتیں - افسوس ہے کہ بعضے کم سمجھ آدمی اس کو عیب سمجھتے ہیں - بھلا جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے گھرانے کی بات کو عیب اور بے غیرتی سمجھا تو ایمان کہاں رہا - یہ کیسے مسلمان ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کو عیب اور کافروں کے طریقہ کو عزّت کی بات سمجھیں - کیونکہ یہ طریقہ بیوہ عورت کو بٹھلائے رکھنے کا خاص ہندوستان کے کافروں کا ہے - اور بھی سُنو - تم سے پہلے وقتوں کی بیواؤں میں بڑا فرق ہے - اُن کمبختی کی ماریوں میں جہالت تو تھی مگر اپنی آبرو کی بڑی حفاظت کرتی تھیں - اپنے نفس کو مار دیتی تھیں - اُن سے کوئی بات اونچ نیچ کی نہیں ہونے پاتی تھی - اور اب تو بیواؤں کو سہاگنوں سے زیادہ بناؤ سنگار کا حوصلہ ہوتا ہے - اس لئے بہت جگہ ایسی نازک باتیں ہونے لگی ہیں جو کہنے کے لائق نہیں اب تو بالکل بیوہ کے بٹھلانے کا زمانہ نہیں رہا - کیونکہ نہ عورتوں میں پہلی سی شرم و حیا رہی - اور نہ مردوں کی پہلی سی غیرت اور نہ بیواؤں کے رنڈاپا کاٹنے اور ہر طرح سے اُن کے کھانے کپڑے کی خبر لینے کا خیال رہا - اب تو بھول کر بھی بیوہ کو بٹھلانا نہ چاہیے - اللہ تعالیٰ سمجھ اور توفیق دیں - پہلی اُمتوں کی بیبیوں کے بعد یہاں تک حضرت کی گیارہ بیبیوں اور چار بیٹیوں کل پندرہ بیبیوں کا ذکر ہُوا آگے اور ایسی بیبیوں کا ذکر آتا ہے جو حضرتؐ کے وقت میں تھیں ان میں بعضوں کو حضرت سے خاص خاص تعلق بھی ہیں -

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کا ذکر

ان بی بی نے ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلّم کو دُودھ پلایا ہے اور جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف شہر پر جہاد کیا ہے اس زمانہ میں یہ بی بی اپنے شوہر اور بیٹے کو لے کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی تھیں - آپؐ نے بہت تعظیم کی - اور اپنی چادر بچھا کر اس پر اُن کو بٹھلایا اور وہ سب مسلمان ہوئے - فائدہ - دیکھو باوجودیکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ اُن کا بڑا علاقہ تھا - مگر یہ جان گئیں کہ بدوں دین ایمان کے فقط اس علاقہ سے بخشش نہ ہوگی - اس لئے آکر دین قبول کیا - بیبیو تم اس بھروسے مت رہنا کہ ہم فلانے پیر کی اولاد میں ہیں یا ہمارا فلانا بیٹا یا پوتا عالم حافظ ہے - یہ لوگ ہم کو بخشوا لیں گے - یاد رکھو اگر تمہارے پاس خود بھی دین ہے تو یہ لوگ بھی کچھ اللہ میاں سے تمہارے واسطے کہہ سن سکتے ہیں نہیں تو ایسے علاقے کچھ بھی کام نہ آئیں گے -

---

[۱] اور زندگی میں نہ بتلایا اس لئے کہ وہ راز تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اور بظاہر اسی وجہ سے آپؐ نے پوشیدہ فرمایا تھا - اور بعد وفات شریف پوشیدہ رکھنے کی وجہ جاتی رہی - اس واسطے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ظاہر کر دیا -

[۲] آپ کے صبر و شکر اور دیگر کمالات کا بیان احقر نے مناقب فاطمہؓ میں نہایت مفصل لکھا ہے -

[۳] یہ رسالہ طبع ہونے کی نوبت نہیں آئی اس لئے کوئی صاحب تلاش نہ فرمائیں -

پنجاب پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبید اللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر رسالہ خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا۔

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور

جلد ۲ | یوم جمعہ ۲۶- ربیع الآخر ۱۳۷۶ھ ۳۰- نومبر ۱۹۵۶ء | شمارہ ۲۹

ناقابل برداشت مہنگائی

ہماری رائے میں نہر سویز کے تنازعہ کا ہماری معیشت پر کوئی اثر نہیں ہے۔ لیکن ناجائز سرمایہ اندوزوں کو تو کوئی نہ کوئی بہانہ چاہیئے۔ اور یہ اچھا خاصہ بہانہ تھا۔ اس لئے وہ ایسے زرّیں موقعہ کو کیوں ہاتھ سے جانے دیتے۔ انہوں نے اس سے پُوری طرح فائدہ اُٹھایا۔ اور اشیائے ضروری کی قیمتیں جو پہلے ہی عوام کی کمر ہمت توڑنے کیلئے کافی تھیں۔اب انکی مہربانی سے اور بھی زیادہ بڑھ گئی ہیں۔بعض اشیاء تو ناپید ہی ہوگئی ہیں۔ہوسکتا ہے کہ درآمدشدہ مال کسی وجہ سے قدرے گراں نرخوں پر آئے۔لیکن جو مال پہلے ہی سے موجود ہے اس کے گراں دام وصول کرنا ہر لحاظ سے بہت بڑا قومی جرم ہے۔ حکومت بھی اپنی چشم پوشی کے باعث اس سے بری الذمہ نہیں قرار دی جاسکتی۔ سول سپلائی، اور پرائس کنٹرول ایسے محکمہ جات جن کے وجود کا بارگراں عوامی کمر کو دوہرا کئے جا رہا ہے۔ آخر کس مرض کی دوا ہیں؟ بازار میں جو چیز جس بھاؤ فروخت ہو جائے ان کی بلا سے؟ عوام اگر گرانی کے بوجھ تلے مرے جا رہے ہیں۔ تو ان کو کیا؟ کیا اپنی حکومت کا عوام سے یہی سلوک ہوتا ہے؟ کیا ایسی حکومت عوام کی نمائندہ کہلا سکتی ہے؟ ہر سمجھدار انسان خواہ وہ برسراقتدار طبقہ سے تعلق رکھتا ہو یا عوام میں سے ہو۔ یقیناً ان دونوں سوالات کا جواب نفی میں دیگا۔ کسی آزاد ملک میں ایسی حکومت ایک منٹ کے لئے بھی قائم نہیں رہ سکتی۔ حزب مخالف کی قرارداد عدم اعتماد ان کے اقتدار کو ایک سیکنڈ میں ختم کر دیگی۔ مگر ہم تو برائے نام آزاد ہیں۔ خدا کرے کہ ہم بھی حقیقی آزادی سے جلد از جلد ہمکنار ہو جائیں۔ تاکہ ہمارا ادنیٰ سے ادنیٰ بھائی وزیر اعظم اور صدر مملکت خداداد پاکستان پر اعتراض کرنے کی جُرأت رکھتا ہو۔ اور وہ اس کی بات پر چیں بجبیں ہونے کی بجائے اس کو تسلّی بخش جواب دینا اپنا فرض منصبی سمجھیں۔ جس طرح ایک بدو کے اعتراض پر خلیفہ ثانی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ضروری سمجھا تھا۔

آخر میں ہم مرکزی اور صوبائی حکومتوں سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ بڑھتی ہوئی گرانی کی طرف بھی توجہ دیں۔ ہمیں احساس ہے کہ اس وقت بہت اہم بین الاقوامی مسائل ان کے زیرِ غور ہیں۔ لیکن اندرونی مسائل کو اس حد تک نظر انداز کر دینا بھی آئین جہانداری کے خلاف ہے۔ اندرونی مسائل میں یہ سب سے اہم مسئلہ ہے اور ان کی فوری توجّہ کا محتاج ہے۔

معذرت

ہمیں افسوس ہے کہ گزشتہ ہفتہ ہم ۱۶ صفحات کا شمارہ ہی پیش کر سکے۔ اس کی وجہ یہ ہُوئی کہ ہمارا مستقل کاتب تو پُورا پرچہ لکھ نہیں سکتا۔ اس لئے ہمیں دوسرے دو کاتبوں کی خدمات حاصل کرنی پڑتی ہیں۔ لیکن گزشتہ ہفتہ وہ دونوں ہی لاہور سے باہر چلے گئے۔ ان میں سے ایک کا ۱۷- نومبر کو انتظار تھا۔ لیکن وہ ۱۷- کی بجائے ۱۹- نومبر کو لاہور واپس پہنچے۔ گزشتہ ہفتہ کے دوران ایک دفعہ تو نوبت بایں جا رسید کہ خیال تھا کہ شاید ۲۳ نومبر کا شمارہ شائع ہی نہ ہوسکے۔ یہ تو اللہ تعالےٰ کا فضل ہُوا کہ اس خیال کو اس کی رحمت نے عملی جامہ نہ پہننے دیا۔

قارئینِ کرام اس بات کے شاہدِ عینی ہیں کہ جب سے پرچہ شروع ہُوا ہے اس کی ایک بھی اشاعت میں ناغہ نہیں۔ مشکلات بے شمار پیش آتی رہیں۔ لیکن اللہ تعالےٰ محض اپنے فضل سے کوئی نہ کوئی صورت نکالتے رہے۔

تحقیقات منظر عام پر لائی جائے

لاہور میں گزشتہ دنوں محکمہ آبکاری کے ایک انسپکٹر کی غیر معمولی جرأت نے نشہ آور اشیاء کے ناجائز کاروبار کا جو انکشاف کیا تھا۔ اُس کے کچھ واقعات مبہم طور پر اخبارات میں شائع ہو چکے ہیں۔ ان سے پتہ چلتا ہے کہ اس کاروبار میں متعدد با رسوخ افراد کا ہاتھ ہے۔ مزید براں ان ملزمین کو مغربی پاکستان کے ایک وزیر کی پشت پناہی بھی حاصل ہے۔ چنانچہ اس کیس کو ناکام بنانے کے لئے اس انسپکٹر کا تبادلہ کر دیا گیا۔ اخبارات کی چیخ و پکار پر وزیر اعلےٰ نے محکمہ پولیس کے انسپکٹر جنرل صاحب کو حُکم دیا ہے کہ وہ اس واقعہ کی تحقیق کریں۔ آبکاری کے انسپکٹر کا تبادلہ بھی روک دیا گیا ہے۔ ہم وزیر اعلےٰ کے اس اقدام کو سراہتے ہوئے ان سے اپیل کرتے ہیں کہ تحقیقات مکمل ہونے پر اس واقعہ کو منظر عام پر لایا جائے۔ اگر کوئی سرکاری ملازم بھی مجرم ہو تو اُسے قرار واقعی سزا دی جائے۔ اگر متعلقہ وزیر بھی کسی کوتاہی یا فرض ناشناسی کا ثبوت دے چکے ہیں تو ان کے خلاف بھی انضباطی کارروائی کی جائے۔

ایسے سنسنی خیز واقعات کے بعد عوام میں جو خوف و ہراس پھیل جاتا ہے اسے انصاف اور قانون کے صحیح استعمال ہی سے دور کیا جا سکتا ہے۔ ہمارا یہ کہنا بیجا نہ ہوگا۔ کہ گجرات کے کیس اور اس قسم کے دوسرے واقعات ابھی تک مغربی حکومت کے چہرے پر بدنما داغ ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ مغربی پاکستان کی حکومت اس کیس میں پوری تحقیقات کرکے عدل و انصاف کرے گی اور پُرامن شہریوں کی حوصلہ افزائی کی جائے گی۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خطبہ یوم الجمعہ ۱۹- ربیع الثانی ۱۳۷۶ھ - ۲۳- نومبر ۱۹۵۶ء

اِنسان کا بہترین راہنما فقط قرآن مجید ہے
اسکی تائید میں غیر مسلموں کی شہادتیں

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

مخالفین قرآن مجید کو چیلنج

(قُلۡ هَلۡ مِنۡ شُرَكَآئِكُمۡ مَّنۡ يَّهۡدِيۡۤ اِلَى الۡحَقِّ ؕ) سورہ یونس رکوع ۴ پارہ ۱۱

ترجمہ - کہدو - آیا تمہارے شریکوں میں کوئی ہے - جو صحیح راہ بتلائے -

چونکہ اللہ تعالےٰ عالم الغیب والشہادۃ ہے - اسے معلوم ہے کہ سوائے میری ذات اقدس کے دنیا میں اور کوئی نہیں ہے جو میرے بندوں کی ہر معاملہ میں راہنمائی کر سکے - اسی علم کی بناء پر اس نے مخالفین قرآن مجید کو چیلنج دیا ہے کہ اگر کوئی اس فرض کا انجام دینے والا تمہاری نظر میں ہے تو بتلاؤ - اس چیلنج کو قبول کرنے کی کسی کو ہمّت نہیں ہوئی - اور نہ کسی نے کسی کا نام پیش کیا -

چیلنج کو اور زور دار کردیا

(وَاِنۡ كُنۡتُمۡ فِىۡ رَيۡبٍ مِّمَّا نَزَّلۡنَا عَلٰى عَبۡدِنَا فَاۡتُوۡا بِسُوۡرَةٍ مِّنۡ مِّثۡلِهٖ وَادۡعُوۡا شُهَدَآءَكُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ ۝)

سورہ بقرہ رکوع ۳ پارہ ۱

ترجمہ - اور اگر تمہیں اس چیز میں شک ہو - جو ہم نے اپنے بندے پر نازل کی ہے تو ایک سورۃ اس جیسی لے آؤ اور اللہ کے سوا جس قدر تمہارے حمایتی ہوں بلالو - اگر تم سچے ہو -

چیلنج میں کتنا زور

آگیا - کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم تو اللہ تعالےٰ کے ہاں سے سارا قرآن مجید لائے ہیں - تم اپنے تمام حمایتیوں کو جمع کر کے اس قرآن مجید کے محاسن - فضائل - برکات - فصیح و بلیغ اور جادو اثر جیسی ایک سورۃ ہی بنا کر لاکر دکھاؤ - اتنے بڑے زبردست چیلنج کے باوجود کسی کو ہمّت نہ ہوئی - کہ اس کو قبول کرے -

قرآن مجید میں جادو کا سا اثر ہے

کافر تسلیم کرتے تھے کہ قرآن مجید میں جادو کا سا اثر ہے - (اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنۡ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلٰى رَجُلٍ مِّنۡهُمۡ اَنۡ اَنۡذِرِ النَّاسَ وَبَشِّرِ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنَّ لَهُمۡ قَدَمَ صِدۡقٍ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ ؕ قَالَ الۡكٰفِرُوۡنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِيۡنٌ ۝) سورہ یونس رکوع ۱ پارہ ۱۱

ترجمہ - کیا اس بات سے لوگوں کو تعجب ہوا - کہ ہم نے ان میں سے ایک شخص کے پاس وحی بھیج دی - کہ سب آدمیوں کو ڈرائے - اور جو ایمان لائیں - انہیں یہ خوشخبری سنائے - کہ انہیں اپنے رب کے ہاں پہنچ کر پورا مرتبہ ملے گا - کافر کہتے ہیں کہ یہ شخص صریح جادوگر ہے -

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی لئے جادوگر کہتے ہیں - کہ قرآن مجید کو وہ جادو سمجھتے ہیں - کیونکہ قرآن مجید سننے سے ان پر اتنا فوری اثر ہوتا ہے جس طرح جادو کا ہوتا ہے -

کافر قرآن مجید کو اسی لئے سننا نہیں چاہتے

(وَقَالَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا لَا تَسۡمَعُوۡا لِهٰذَا الۡقُرۡاٰنِ وَالۡغَوۡا فِيۡهِ لَعَلَّكُمۡ تَغۡلِبُوۡنَ ۝)

سورہ حٰمٓ السجدہ رکوع ۴ پارہ ۲۴

ترجمہ - اور کافروں نے کہا - کہ تم اس قرآن کو نہ سنو - اور اس میں غل مچاؤ تاکہ تم غالب ہو جاؤ -

کافر اس بات کو سمجھتے ہیں کہ اگر ہم نے قرآن مجید کو خاموشی سے سنا - تو ہم پر فوراً یہ اثر ہوگا کہ ہم بھی مسلمان ہو جائیں گے -

فقط اللہ تعالیٰ ہی صحیح راہنمائی کرسکتا ہے

(قُلِ اللّٰهُ يَهۡدِىۡ لِلۡحَقِّ ؕ اَفَمَنۡ يَّهۡدِىۡۤ اِلَى الۡحَقِّ اَحَقُّ اَنۡ يُّتَّبَعَ اَمَّنۡ لَّا يَهِدِّىۡۤ اِلَّاۤ اَنۡ يُّهۡدٰى ۚ فَمَا لَكُمۡ كَيۡفَ تَحۡكُمُوۡنَ ۝ وَمَا يَتَّبِعُ اَكۡثَرُهُمۡ اِلَّا ظَنًّا ؕ اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغۡنِىۡ مِنَ الۡحَـقِّ شَيۡـئًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيۡمٌۢ بِمَا يَفۡعَلُوۡنَ ۝) سورہ یونس رکوع ۴ پارہ ۱۱

ترجمہ - کہدو - اللہ ہی صحیح راستہ بتلاتا ہے - تو اب جو صحیح راستہ بتلائے - اس کی بات ماننی چاہیئے - یا اس کی جو خود راہ نہ پائے - مگر جب کوئی اور اسے راہ بتلائے - سو تمہیں کیا ہو گیا - کیا انصاف کرتے ہو - اور وہ اکثر اٹکل پر چلتے ہیں - بیشک حق بات کے سمجھنے میں اٹکل ذرا بھی کام نہیں دیتی - بیشک اللہ جانتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں -

حاصل

اللہ تعالےٰ ہی صحیح راستہ کی راہنمائی کرسکتا ہے - کیا پھر تمام ماسوی اللہ کو چھوڑ کر ایک اللہ تعالیٰ کی رہنمائی اختیار کرنا ضروری نہیں ہے - کیا ماسوی اللہ کی راہنمائی کا قبول کرنا انصاف کے خلاف نہیں ہے - جس لائن پر تم جا رہے ہو - وہ محض خیالی ڈھکوسلے ہیں - کیا خیالی ڈھکوسلے حق سے بے نیاز کرسکتے ہیں - اے حق کی مخالفت کرنے والو - یہ نہ خیال کرنا - کہ اللہ تعالےٰ تمہاری بے راہ روی سے بے خبر ہے - وہ سب کچھ جانتا ہے مگر بقول شخصے مصرعہ

دیر گیرد سخت گیرد مر ترا

اللہ تعالیٰ کے ارشادات میں انتہائی سچائی اور انصاف پایا جاتا ہے

(وَتَمَّتۡ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدۡقًا وَّعَدۡلًا ؕ

لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○

سورہ الانعام رکوع ۱۴ پارہ ۸

ترجمہ۔ اور تیرے رب کی باتیں سچائی اور انصاف کی حد تک پہنچی ہوئی ہیں۔ اس کی باتوں کو کوئی بدل نہیں سکتا۔ اور وہ سننے والا جاننے والا ہے۔

اے مسلمان اگر تیرے دل میں ایمان ہے

تو ایمان سے سچ کہو۔ کیا تیرے لئے کوئی گنجائش ہے کہ تو قرآن مجید کے پیش کردہ حیات انسانی کے دستور العمل کو چھوڑ کر کوئی اور دستور اختیار کرے۔ اور اگر تُو نے کوئی اور دستور اپنا معمول بہ بنایا۔ تو کیا پھر اللہ تعالٰے تمہیں اپنا باغی تصوّر نہیں کریگا۔ کیونکہ کسی بھی بادشاہ سے غدّاری یا وفاداری کا معیار یہی ہے۔ کہ اس کے ملک میں جو شاہی قانون نافذ ہے۔ اس کی وفاداری سے آدمی بادشاہ کا وفادار سمجھا جاتا ہے۔ اور قانون کے نہ ماننے والے کو غدار قرار دیا جاتا ہے۔

قرآن مجید کے باغیوں کی سزا

(وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ○ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ ○ اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ○ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ○

سورہ المؤمنون رکوع ۶ پارہ ۱۸

ترجمہ۔ اور جن کا پلہ (نیکیوں کا) ہلکا ہوگا تو وہی لوگ یہ ہوں گے۔ جنہوں نے اپنا نقصان کیا۔ ہمیشہ جہنّم میں رہنے والے ہونگے۔ ان کے مونہوں کو آگ جھلس دے گی۔ اور وہ اس میں بدشکل ہوں گے۔ کیا تمہیں ہماری آیتیں نہیں سُنائی جاتی تھیں۔ پھر تم انہیں جھٹلاتے تھے۔ کہیں گے اے ہمارے رب ہم پر ہماری بدبختی غالب آگئی تھی۔ اور ہم لوگ گمراہ تھے۔ اے رب ہمارے ہمیں اس سے (دوزخ سے) نکال دے۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ قرآن مجید کی مخالفت کرنے والے قیامت کے دن تسلیم کریں گے کہ ہم گمراہ تھے اور یہ ہماری بدبختی تھی کہ ہم نے قرآن مجید پہ عمل نہ کیا۔

دوزخ سے نکلنے کی درخواست اور اس کی نامنظوری

(رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ○ قَالَ اخْسَئُوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ○

سورہ المؤمنون ع۶ پارہ ۱۸

ترجمہ۔ اے رب ہمارے ہمیں اس سے نکال دے۔ اگر پھر کریں۔ تو بیشک ظالم ہوں گے۔ فرمائے گا۔ اس میں پھٹکارے ہوئے پڑے رہو۔ اور مجھ سے نہ بولو۔

دوزخ سے بچنے کی فقط ایک تدبیر

(وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰىنَا لِهٰذَا ۟ وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ۚ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۭ وَنُوْدُوْٓا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○

سورہ الاعراف رکوع ۵ پارہ ۸

ترجمہ۔ اور وہ (بہشتی) کہیں گے کہ اللہ کا شکر ہے جس نے ہمیں یہاں تک پہنچایا۔ اور ہم راہ نہ پاتے اگر اللہ ہماری راہ نمائی نہ فرماتا۔ بیشک ہمارے رب کے رسول سچی بات لائے تھے۔ اور آواز آئے گی۔ کہ یہ جنّت ہے تم اپنے اعمال کے بدلے میں اس کے وارث ہو گئے ہو۔

حاصل

تمام اُمتوں کے نجات پانے والے یہ اقرار کریں گے کہ ہمارے رب کے رسولوں نے اللہ تعالٰے سے جو دستور العمل زندگی کا لے کر ہمیں دیا تھا۔ وہ بالکل ٹھیک تھا اسی کی راہنمائی سے ہم جنّت میں پہنچے ہیں۔ اسی لئے ہم اللہ تعالٰے کا شکر کرتے ہیں جس نے ہمیں یہاں پہنچنے کی راہ نمائی فرمائی تھی۔ ادھر یہ حضرات اپنے دلی احساس کا اظہار فرما رہے تھے تو ادھر سے آواز آئی۔ کہ تمہارے انہیں نیک اعمال کی برکت سے یہ جنّت نصیب ہوئی ہے۔

مسلمان بھی اسی زمرے میں آتے ہیں

رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانے والے مومن قرآن مجید پر عمل کرنے والے زمرے میں شامل ہونگے۔ اقرار کریں گے کہ اللہ تعالٰے نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے بذریعہ قرآن مجید جو ہماری راہنمائی فرمائی تھی۔ اسی کی برکت سے ہم بہشت کے وارث بنائے گئے ہیں۔ اللّٰھم اجعلنا منھم

قرآن مجید کے اتباع کے متعلق حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد

(عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ الْقُرْاٰنُ عَلٰى خَمْسَةِ اَوْجُهٍ حَلَالٍ وَحَرَامٍ وَمُحْكَمٍ وَمُتَشَابِهٍ وَاَمْثَالٍ فَاَحِلُّوا الْحَلَالَ وَحَرِّمُوا الْحَرَامَ وَاعْمَلُوْا بِالْمُحْكَمِ وَاٰمِنُوْا بِالْمُتَشَابِهِ وَاعْتَبِرُوْا بِالْاَمْثَالِ) هٰذَا لفظ المصابیح

ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قرآن مجید پانچ چیزوں پر شامل ہوکر نازل ہُوا ہے۔ حلال اور حرام اور محکم اور متشابہ اور مثالیں۔ پس حلال کو حلال سمجھو اور حرام کو حرام کر دو۔ اور محکم پر عمل کرو۔ اور متشابہ پر ایمان لاؤ۔ اور مثالوں سے عبرت حاصل کرو۔

حاصل

یہ نکلا کہ ساری زندگی قرآن مجید کے احکام کے سانچے میں ڈھال لو۔

عربی ضرب المثل۔ اَلْفَضْلُ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْاَعْدَاءُ

ترجمہ۔ کمال یہ ہے کہ دشمن بھی اس کی تصدیق کرے۔

قرآن مجید کے متعلق غیر مسلموں کی رائیں

۱

جیسی عالی عبارتیں قرآن مجید میں پائی جاتی ہیں۔ اس سے اعلیٰ دُنیا میں کہیں بھی نہیں مل سکتیں۔

گاڈ فری ہیٹن

۲

" قرآن کی عام فہم تعلیمات نے دنیا کی کایا پلٹ دی۔ اور تیرہ و تار دُنیا میں تہذیب انصاف کی روشنی پھیلائی۔"

فیروز شاہ ایم۔ اے (مذہب کی روشنی)

۳

" قرآن عالم انسانی کی رہنمائی کے لئے بہترین راہبر ہے۔ اس میں تہذیب و شائستگی ہے۔ تمدن ہے۔ معاشرت ہے۔ اور اخلاق کی اصلاح کے لئے ہدایت ہے۔ اگر صرف یہ کتاب ہی دُنیا کے سامنے ہوتی۔ اور کوئی ریفارمر پیدا نہ ہوتا۔ یہ عالم انسانی کی راہ نمائی کے لئے کافی تھی۔"

کاؤنٹ ٹالسٹائی (دی لائٹ آف ریلیجن)

۴

"اکثر کہا جاتا ہے۔ کہ قرآن محمدؐ کی تصنیف ہے۔ اور اس میں جو کچھ ہے۔ وہ سب تورات اور انجیل سے لیا گیا ہے۔ یہ بالکل غلط ہے۔ میرا ایمان ہے کہ قرآن پاک ایک الہامی کتاب ہے"

ڈاکٹر جی۔ ڈبلیو۔ لیسز ریلیجس سیریز آف دی ورلڈ

۵

"قرآن کی تعلیمات میں ایک حد درجہ متعصب انسان بھی کوئی ایسا عیب نہیں بتا سکتا۔ جو تہذیب انسانی کے معیار سے گرا ہوا ہو۔"

پنڈت شانتا رام بی۔ اے محمدؐ صاحب کا جیون چرتر

۶

"اگر قرآن دُنیا کے سامنے پیش نہ کیا جاتا تو انسانی اخلاق تباہ ہو جاتے اور دُنیا کے باشندے برائے نام ہی انسان رہ جاتے۔"

اسٹینلی لین پول گائیڈنس آف ہولی قرآن

۷

یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے۔ کہ قرآن کا ہر فقرہ آج تک اسی حالت میں ہے جیسا کہ محمدؐ کے زمانہ میں تھا۔

سر ولیم میور لائف آف محمدؐ

۸

"قرآن سے بہتر کوئی دستور العمل انسان کو عملاً نیکی کی طرف راغب کرنے اور برائیوں سے بچانے کے لئے راہنمائی نہیں کرسکتا"

جان ڈیوی پارٹ (دی گریٹ ٹیچر)

۹

"ہم عیسائیوں نے عیسائیت کو علم و سائنس کے ہم آہنگ و ہم نوا بنانے میں آج تک جتنی کوششیں کی ہیں سب کچھ پہلے ہی قرآن میں موجود ہیں۔"

الکس لازدان لائف آف محمدؐ

۱۰

"دنیا میں قرآن کے علاوہ اور کوئی کتاب نہیں۔ جو بارہ سو برس سے صحیح المتن رہی ہو"

ولیم جیبو راج

۱۱

"قرآن خدا کی وحدانیت پر ناقابلِ تردید شہادت ہے۔"

ایڈورڈ گبن تاریخ زوال روم

نوٹ۔ یہ حوالہ جات روزنامہ الجمعیۃ دہلی ۱۶ اپریل ۱۹۵۴ء صفحہ ۵ سے لئے گئے ہیں۔

دیندار مسلمانوں سے ضروری اپیل

اس وقت مسلمانوں میں چار طبقے ہیں۔ پہلا بالکل جاہل کتاب و سنۃ کے علم سے نا آشنا۔ دوسرا کتاب و سنۃ سے روشناس۔ تیسرا جدید تعلیم یافتہ طبقہ۔ جو مذہب سے محبت اور کتاب و سنۃ سے عقیدت رکھتا ہے۔ چوتھا وہ تعلیم جدید سے تعلیم یافتہ طبقہ جسے نہ مذہب اسلام سے محبت اور نہ کتاب و سنۃ سے عقیدت ہی ہے۔ اسی طبقہ کے بعض افراد کے مُنہ سے پاکستان بننے کے بعد یہ الفاظ سُنے گئے ہیں۔ "ہم پاکستان میں مُلّا ازم قائم نہیں ہونے دینگے۔" یعنی پاکستان میں اسلام کو پنپنے نہیں دینگے۔ بلکہ اسلامی تعلیم کے حاملین علماء کرام کو یہ طبقہ بے ایمان کے نام سے لاہور میں پکارتا ہے۔ کہ مولوی بڑے بے ایمان ہیں اور ان کا اپنا طریق کار یہ ہے کہ فرنگی جو اسلام کا بدترین دشمن ہے۔ اس کی طرف سے جو بات آئے۔ بلا چون وچرا اس کی تابعداری کرتے ہیں۔ تمدن پسند ہے تو فرنگی کا۔ صورت پسند ہے تو فرنگی کی۔ معاشرت پسند ہے۔ تو فرنگی کی۔ تہذیب پسند ہے تو فرنگی کی۔ تعلیم پسند ہے۔ تو فرنگی کی۔ غرضیکہ فرنگی کی ہر بات پسند ہے۔

برادران اسلام۔ مُلّا یہی تو کہتا ہے کہ قرآن مجید پڑھو۔ اور اس پر اس طریقہ سے عمل کرو۔ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا۔ مسلمانوں کے دیندار طبقہ سے اپیل کرتا ہوں کہ چوتھے طبقہ کے مسلمانوں کو جن کی تصویر ابھی دکھا چکا ہوں۔ غیر مسلموں کی رائیں جو قرآن مجید کے متعلق ہیں۔ ضرور سُنائیں۔ شاید انہیں ہدایت ہو جائے۔ قرآن مجید پر ایمان نصیب ہو۔ اس کے بعد اس کے پڑھنے اور عمل کرنے کی طرف متوجہ ہو جائیں اس کے بعد ان کی دُنیا سنور جائے۔ اور قیامت کے دن بھی دوزخ سے بچ جائیں۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز۔

طائروں پر سحر ہے صیّاد کے اقبال کا
اپنی منقاروں سے حلقہ کس رہے ہیں جال کا

اے مسلمان۔ دُنیا میں ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر آئے ہیں۔ اور ہر ایک پیغمبر نے انسانوں کی اصلاح کا خدائی قانون پیش کیا ہے۔ مگر آج سطح زمین پر سوائے قرآن مجید کے کوئی آسمانی ضابطۂ حیات انسانی موجود نہیں ہے جو رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے مسلمان کو ملا ہے۔ تمہیں تو اس بات کا فخر ہونا چاہئے۔ کہ میں خدائی قانون کا علمبردار ہوں۔ اگر دُنیا میں بسنے والوں کو خدائی ضابطۂ حیات انسانی معلوم کرنا ہے۔ تو میرے دروازہ پر آئیں۔ میرے سامنے زانوئے ادب تہ کریں۔ مجھ سے تعلیم حاصل کر کے صحیح معنی میں انسان بنیں۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا۔ جو عرض کر رہا ہوں۔ مگر اے تعلیم یافتہ بے دین نوجوان تمہیں معلوم ہونا چاہئے۔ کہ تم سے کون کون ناراض ہے۔ اللہ تعالیٰ ناراض۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناراض۔ مسلمانوں کے عوام ناراض۔ حاملین دین علماء کرام ناراض۔ مذہب پسند دیندار تعلیم یافتہ طبقہ ناراض۔ اتنی ہستیاں ناراض ہاں فرنگی جو اسلام کا بدترین دشمن ہے۔ وہ تم سے ضرور راضی ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ اسلام دشمنی کا جو کام مجھے کرنا چاہئے تھا وہ یہ اسلام کا نام لیوا مسلمان کر رہا ہے۔

دُعا

اے اللہ۔ یہ بے دین نوجوان طبقہ میرا لختِ جگر ہے۔ مسلمان ماں کا جنا ہوا ہے مسلمان باپ کے گھر کی پیداوار ہے۔ ناتجربہ کاری کے باعث فرنگی کے جال میں پھنس گیا ہے۔ اے اللہ اسے اس جال سے نکال کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازہ پر لا۔ اپنے دین کا شیدائی بنا سچا مسلمان بنا۔ اس کا خاتمہ ایمان کامل پر فرما۔ اسے بہشت کا مستحق بنا کر دُنیا سے اُٹھا۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

مجلس ذکر

منعقدہ ۱۸ر ربیع الآخر سنہ ۱۳۷۶ھ مطابق ۲۲ر نومبر سنہ ۱۹۵۶ عیسوی

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولینا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی۔

انسان کی اصلاح اصلاحِ قلب پر موقوف ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ ــــــ اما بعد

یہ مجلس اللہ اللہ کرنے والے احباب کے لئے ہے جو اپنی اصلاح کرنا چاہتے ہیں یہ بھی اللہ کا فضل ہے کہ کسی کو اپنی اصلاح کی طرف متوجہ فرما دے۔ اور یہ نصب العین بن جائے۔کسی کا نصب العین بی اے۔ اور ایم۔ اے۔ کرکے محکمہ تعلیم کی ملازمت ہے۔ کسی کا فوج میں افسر بننا نصب العین ہے۔ ملازمت سے ریٹائر ہونے کے بعد ان کا مقصد گلبرگ میں کوٹھی بنانا ہوتا ہے۔ان کو خدا یاد ہی نہیں ہوتا۔

اکبر الہ آبادی مرحوم خوب فرما گئے ہیں۔

کیا کہوں احباب کیا کار نمایاں کر گئے
بی اے ہوئے، نوکر ہوئے پنشن ملی اور مر گئے

اگر اصلاح اس جہان میں ہو جائے تو بہتر ورنہ اللہ تعالےٰ کے ہاں روحانی امراض کے لئے ایک ہی ہسپتال ہے۔ جس کا نام جہنم ہے۔ ہیو ہسپتال کی طرح اس میں مختلف وارڈ ہیں۔ امراض روحانی کا علم علماء کی صحبت میں ہوتا ہے اور ان سے شفا صوفیاء کرام کی صحبت میں ہوتی ہے۔ میرے دو مربی ہیں ۱۔ حضرت دین پوری رحمۃ اللہ علیہ ۲۔ حضرت امروٹی رحمۃ اللہ علیہ۔ دونوں سے میں نے کسی کتاب کا ایک سبق بھی نہیں پڑھا۔ دونوں کے دروازہ کی گدائی کی۔ جو کچھ ملا وہ دیا اللہ تعالےٰ نے۔ لیکن ذریعہ وہ حضرات بنے۔ بعض حضرات جامع بھی ہوتے ہیں۔ ہمارے سلسلہ عالیہ دیوبندیہ میں اکثر حضرات جامع چلے آ رہے ہیں۔ اب حضرت مولینا حسین احمد صاحب مدنی سلمہ اللہ جامع ہیں۔ وہ ظاہر کے فاضل اجل اور باطن کے کامل اکمل ہیں۔ لیکن اے پنجابیو! تم میں سے اندھے ہیں۔ جنھوں نے ان کو نہیں دیکھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پہلے ہی دن دیکھ لیا تھا۔ ابوجہل تیرہ سال تک نہ دیکھ سکا۔ بلکہ اس دید سے محروم دنیا سے گیا۔ اللہ تعالےٰ تمہیں وہ آنکھیں عطا فرمائے۔ جن سے تم مولانا حسین احمد صاحب مدنی کو دیکھ سکو۔ آمین یا الہ العالمین۔ اسی لئے میں کہا کرتا ہوں کہ اندھے سارے بینا کوئی۔ لوگ کہتے ہیں کہ بینا سارے اندھا کوئی۔ اللہ والوں کے جوتوں کی خاک کو آنکھوں کا سرمہ بنایا جائے تو باطن کی بینائی حاصل ہوتی ہے۔ پھر انسانوں میں سے کوئی سئور۔ کوئی کتا۔ کوئی بھیڑیا نظر آتا ہے۔

اس قسم کے دو حضرات سے مجھے بھی ملاقات کا شرف حاصل ہوا ہے۔ ان میں سے ایک کا انتقال ہو چکا ہے۔ دوسرے زندہ ہیں۔ دونوں نے مجھے بتلایا کہ ان کو کوئی سئور کوئی کتا۔ کوئی بھیڑیا نظر آتا ہے۔ جس کو ہم انسان سمجھتے ہیں۔ یہ انسانیت کا سائنز ہے۔ انسانیت اگر آئے گی تو اسی میں آئے گی۔ انبیاء علیہم السلام انسان بناتے ہیں۔ انسان کی اصلاح کے معنی ہیں کہ خدا اس سے راضی ہو جائے۔ انسان کی اصلاح اس کے قلب کی اصلاح پر موقوف ہے۔ اصلاح شدہ قلب کے متعلق قرآن مجید میں فرماتے ہیں۔

یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّ لَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ (سورہ الشعراء رکوع ۵ پ ۱۹)

(ترجمہ۔ جس دن مال اور اولاد نفع نہیں دے گی۔ مگر جو اللہ کے پاس پاک دل لے کر آیا)

حقیقی محبت سوائے اللہ تعالےٰ کے کسی سے نہ ہو نہ بیوی سے نہ اولاد سے۔ نہ جائداد سے نہ برادری سے اور نہ سوائے خدا کے کسی کا ڈر ہو۔ یہ قلب سلیم ہے۔

یہ ہے۔

اصلاح قلب

یہ تو قرآن مجید تھا۔ اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بھی سنئے:۔

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحَبَّ لِلّٰہِ وَاَبْغَضَ لِلّٰہِ وَ اَعْطٰی لِلّٰہِ وَمَنَعَ لِلّٰہِ فَقَدِ اسْتَکْمَلَ الْاِیْمَانَ (رواہ ابوداؤد)

(ترجمہ۔ ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے محبت رکھی تو اللہ کے لئے اور دشمنی رکھی تو اللہ کے لئے اور دیا تو اللہ کے لئے اور دینے سے ہاتھ روکا تو اللہ کے لئے۔ پس تحقیق اس نے اپنا ایمان مکمل کر لیا۔)

ع۔ تواضع ز گردن فرازاں نکوست
گدا گر تواضع کند خوئے اوست

خدا کی رضا کے لئے مفید ہے تو غیروں سے بھی دوستی رکھے۔ لیکن اگر خدا کی رضا کے منافی ہو تو اپنے باپ۔ اولاد بھائی اور برادری سے بھی دوستی نہ رکھے۔ قرآن مجید میں اس کے متعلق فرماتے ہیں۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ وَ لَوْ کَانُوْا اٰبَآءَ ھُمْ اَوْ اَبْنَآءَ ھُمْ اَوْ اِخْوَانَھُمْ اَوْ عَشِیْرَتَھُمْ اُولٰٓئِکَ کَتَبَ فِیْ قُلُوْبِھِمُ الْاِیْمَانَ الآیہ (سورہ المجادلہ رکوع ۳۔ پ ۲۸)

(ترجمہ۔ آپ ایسی کوئی قوم نہ پائیں گے جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہو اور ان لوگوں سے بھی دوستی رکھتے ہوں جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں۔ گو وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے کے لوگ ہی کیوں نہ ہوں۔ یہی وہ لوگ ہیں۔ جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان لکھ دیا ہے۔)

خدا کی محبت میں رخنہ انداز نہ ہو تو ہم باپ۔ اولاد۔ بھائی اور برادری سب سے دوستی رکھیں گے۔ اگر ان کی دوستی اللہ کی محبت میں رخنہ انداز ہوگی تو ہم سب کو کاٹ کر پھینک دیں گے۔ پنجابی اکثر کہا کرتے ہیں۔ مولوی صاحب بات تو ٹھیک کہتے ہیں۔ پر ہم نے کہیں سے رشتہ

لینا ہوا اور کہیں دینا ہوا۔ میں کہا کرتا ہوں کہ یہ "پرہ" کفر ہے۔ ان کی اس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ ہم شریعت پر عمل نہیں کریں گے۔ یہ بد نصیب مسلمان ہیں جن کو کوئی ہادی نہیں ملا۔

یہ یاد رکھیئے کہ جو لڑکی ہماری تقدیر میں لکھی ہے۔ اس کو کوئی دوسرا نہیں لے جا سکتا۔ وہ ہمارے گھر آ کر رہے گی۔ خواہ اس کے والدین رشتہ دینے سے انکار ہی کریں اور جو لڑکی ہماری تقدیر میں نہیں ہے۔ وہ ہمارے گھر آ ہی نہیں سکتی۔ خواہ ہم لاکھ جتن کریں۔

میں عرض کر چکا ہوں کہ اصلاح کا مدار اصلاح قلب پر ہے۔ اس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ملاحظہ ہو

ان فی الجسد لمضغۃ اذا صلحت صلح الجسد کلہ و اذا فسدت فسد الجسد کلہ۔ الا وھی القلب

ترجمہ:۔ بے شک انسان کے جسم میں البتہ ایک گوشت کا ٹکڑا ہے۔ جب وہ درست ہو جائے تو سارا جسم درست ہو جاتا ہے۔ اور جب وہ بگڑ جائے تو سارا جسم بگڑ جاتا ہے۔ خبردار اور وہ (گوشت کا ٹکڑا) دل ہے)

دل ہادی کی صحبت میں ٹھیک ہو جاتا ہے۔ قاعدہ بغدادی بھی نہیں آتا ــــ جب تک اُستاد سے نہ پڑھا جائے۔ دل کی اصلاح کے معنی ہے کہ اللہ تعالےٰ کے سوا کسی کی پرواہ نہ ہو۔ بے دین برادری اکثر یہ دھمکی دیتی ہے کہ اگر باجے نہ بجائے تو ہم جنازہ کو کندھا نہ دیں گے۔ اگر تربیت یافتہ ہے تو وہ جواب دے گا کہ خدا کرے تم جیسے بے دین میرے جنازہ کو کندھا نہ ہی دیں۔ جنازہ دفن کرانا ہمارا کام ہے۔ کیا لاوارث جنازوں کو کارپوریشن کا عملہ دفن نہیں کرتا۔ تم تو ریاکار ہو اور دکھلاوے کے لئے کندھا دیتے ہو۔ اگر اللہ تعالےٰ کو منظور ہوا تو وہ اپنے نیک بندے یا فرشتے بھجوا دے گا۔ ہم فقط اللہ تعالےٰ کے ہیں جو اس کے ساتھ رہتے ہوئے ہمارے ساتھ رہ سکے۔ ہم اس کے ساتھ نباہینگے۔ جو اس تعلق میں خلل انداز ہوگا۔ ہم اس کی پرواہ نہ کریں گے۔ میں کہا کرتا ہوں کہ بیوی بچے۔ بہن۔ بھائی سب طمع کے یار ہیں اسی طرح مرد بھی طمع کے یار ہیں۔ مرد کو بیوی وہ پیاری لگتی ہے جو بھنگن کا کام بھی کرے۔ دھوبن۔ درزن اور باورچن بھی ہو۔ بے طمع کا یار آسمان پر اللہ تعالیٰ اور زمین پر رحمۃ للعٰلمین ہیں۔ یا پھر اللہ والوں کو بے طمع کا یار دیکھا۔

میں نے اپنے دونوں مربیوں کو کبھی ایک پیسہ بھی نذرانہ نہیں دیا تھا۔ اس وقت اتنی وسعت ہی نہیں تھی۔ جب اللہ تعالیٰ بیس یا پچیس روپیہ کہیں سے دلوا دیتے۔ کچھ بیوی بچوں کو دے دیتا اور کچھ راستہ کا خرچ رکھ لیتا۔ باقی ریل کا کرایہ ادا کر کے ان کے حضور میں پہنچ جاتا۔ مجھے دونوں حضرات سے عشق تھا۔ اور ان کو مجھ سے بے حد محبت تھی۔ جب میں حاضر خدمت ہوتا تو حضرت امروہی رحمۃ اللہ علیہ پھولے نہ سماتے۔ سب سے فرماتے میرا بیٹا آ گیا۔ ہماری اماں کو کہلا بھیجتے کہ احمد علی آیا ہے۔ اس کے لئے گیہوں کی روٹی شہد اور مکھن بھیجو۔ کیونکہ ان کے ہاں اکثر جوار کی روٹی پکتی تھی۔ کھانا کھلانے کے بعد فرماتے۔ بیٹا! تھکے ہوگے اب سو رہو۔ پھر باتیں کریں گے۔

اصلاح قلب کے معنی عرض کر چکا ہوں۔ اللہ تعالےٰ میری اور آپ کی اصلاح قلب فرمائے۔ آمین یا الہ العٰلمین۔ اصلاح قلب قیامت کے دن کام آئے گی۔ اس دن نہ مال اور نہ اولاد کام آئے گی۔

ع　دلا تو سیم تعلق نہ مرغ آبی جو
اگرچہ غرق بدریاست خشک پر برخاست

یہ نظارہ سمندر میں دیکھنے میں آتا ہے ایک پرندہ پانی کی سطح پر بیٹھا ہوا ہے ایک موج آتی ہے اور اس کے اوپر سے گزر جاتی ہے۔ اسی طرح دوسری تیسری موج گزر جاتی ہے۔ مگر وہ اپنی جگہ پر بیٹھا رہتا ہے۔ جب اُڑنا چاہتا ہے تو ایسے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے پروں کو پانی لگا ہی نہیں۔ مسلمان کو اس طرح دنیا میں زندگی بسر کرنے کا حکم ہے۔ کہ سب میں رہے۔ مگر سب کو غیر سمجھے۔ دلی تعلق فقط اللہ تعالےٰ سے ہو۔

ع　گفتن و کردن فرقے دارد

جو کچھ اصلاح قلب کے متعلق میں عرض کر گیا ہوں یہ تو قال ہے۔ اس کو حال بنانے کے لئے کسی صاحب حال کی مستند صحبت کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو اسکو اپنا حال بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الہ العٰلمین۔ یہ اللہ تعالےٰ کا فضل ہے کہ کسی کا حال ہو جائے۔ اس پر استقامت یہ بھی اللہ تعالےٰ کا فضل ہے۔ اس لئے اللہ والے فرمایا کرتے ہیں

اطلبوا الاستقامۃ ولا تطلبوا الکرامۃ فان الاستقامۃ فوق الکرامۃ۔

ترجمہ (اللہ تعالےٰ سے) استقامت کی دعا کرو۔ کرامت نہ مانگو۔ استقامت کرامت سے بالاتر ہے) کرامت۔ صاحب کرامت کے اختیار میں نہیں ہوتی استقامت صاحب استقامت کو دے دی جاتی ہے۔

اعلان اجلاس مجلس عاملہ

مرکزی جمعیۃ علماء اسلام

مغربی پاکستان لاہور

صدر مرکزی جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان (لاہور) حضرت مولانا **احمد علی صاحب** کے حکم سے ۲ر دسمبر ۱۹۵۶ء اتوار کو مجلس عاملہ جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان کا اجلاس بمقام لاہور منعقد ہونا قرار پایا ہے۔ صبح ۹ بجے سے اجلاس شروع ہوگا۔

براہِ کرم تمام اراکین مجلس عاملہ وقت مقررہ پر تشریف لاکر ممنون فرمائیں۔

ایجنڈا حسب ذیل ہوگا:۔

(۱) نظام جمعیت علماء اسلام کی توسیع پر غور

(۲) مُلکی دستور اور اسلام

(۳) اہل مصر سے عملی ہمدردی اور حملہ آوروں سے شرعی سلوک۔

(۴) تشکیل حکومت پاکستان کے بنیادی نقائص اور ان کی اصلاح کا طریقہ

(۵) آنے والے انتخابات اور جمعیت علماء اسلام

(۶) طریق انتخاب کے سلسلے میں قرآن و سنت کی روشنی میں بحث۔

نوٹ:۔ قیام و طعام بذمہ جمعیۃ۔ موسم کے مطابق بستر ہمراہ لادیں۔

(حضرت مولانا) غلام غوث ہزاروی
ناظم اعلےٰ مرکزی جمعیت علمائے اسلام مغربی پاکستان (لاہور)

حضرت سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

(از جناب مولانا احمد صاحب ایم-اے فاضلِ دیوبند)

(بسلسلہ ۱۶- نومبر)

علوم ظاہر میں ماہر ہونے کے بعد آپ نے اصلاح باطن کے لئے حضرت شیخ ابوسعیدؒ کی بیعت کی۔ شیخ نے ان کو مرید کرتے ہی خرقۂ خلافت عطا کیا جسے زیب تن کر کے آپ کو قلب مبارک میں ایک خاص تبدیلی محسوس ہوئی۔ تزکیہ نفس کے سلسلہ میں آپ نے سخت مجاہدے کئے۔ ایک دفعہ بحالت کشف آپ کو ایک نور نظر آیا جس سے تمام فضا روشن ہو گئی۔ اس میں ایک شکل دکھائی دی۔ جس نے پکار کر کہا۔ "اے عبدالقادر۔ میں تیرا رب ہوں اور تیری عبادت و ریاضت سے راضی ہوں۔ جس کا انعام یہ ہے کہ اب تیرے لئے کوئی کام حرام نہیں ہے۔"

آپ کی جگہ اگر کوئی جاہل آدمی ہوتا تو بہک جاتا۔ لیکن آپ عالم اجل ہونے کی وجہ سے رحمان اور شیطان میں امتیاز کرسکتے تھے۔ چنانچہ آپ پہچان گئے کہ یہ ہرگز وحی الٰہی نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ اپنے دین کو قیامت تک کے لئے مکمل کرچکا ہے۔ وہ اپنا قانون نہیں بدلتا۔ اور کسی نبی کے ساتھ بھی یہ رعایت نہیں کرتا کہ اس کے لئے حرام کو حلال کر دے۔ شیطان کے سوا کوئی حرام کی اجازت نہیں دے سکتا۔ آپ نے لاحول پڑھی جس سے وہ نور غائب ہوگیا۔ اور اس کی جگہ دھواں پھیل گیا۔ اس میں سے آواز آئی۔ "اے عبدالقادر۔ میں شیطان ہوں۔ تمہارے علم نے تمہیں میرے اس فریب سے بچالیا جس سے میں قریب ستر ولیوں کو گمراہ کرچکا ہوں۔" اللہ تعالےٰ نے صحیح فرمایا ہے۔ کہ ان عبادی لیس لک علیھم سلطان۔ یعنی میرے فرمانبردار بندوں پر شیطان غالب نہیں آسکتا۔

۵۲۱ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو خواب میں حکم دیا۔ ادع الیٰ سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ۔ یعنی حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ لوگوں کو اپنے رب کے راستے کی طرف بلاؤ۔ اس ارشاد کی تعمیل میں آپ نے وعظ کہنا شروع کیا۔ تمام بغداد بلکہ گرد و نواح میں آپ کے وعظ کی دھوم مچ گئی۔ اور دُور دُور سے لوگ سننے کے لئے آنے لگے۔ بڑے بڑے علما۔ اُمرا۔ وزرا اور خلیفہ عقیدت کے ساتھ آپ کی مجلسوں میں شریک ہوتے تھے۔ ہر وعظ میں سامعین کی تعداد ہزاروں ہوتی تھی۔ آپ کے بیان سے متاثر ہو کر صدہا یہودیوں نصرانیوں اور مجوسیوں نے اسلام قبول کیا۔ اور لاکھوں بے عمل مسلمانوں نے غلط عقیدوں اور بُرے کاموں سے توبہ کی۔

وعظ کے علاوہ آپ قرآن حدیث اور فقہ بھی پڑھاتے تھے۔ اور فتوے بھی دیتے تھے۔ آپ کا مسلک حنبلی تھا اس لئے آپ کے فتوے شافعی اور حنبلی فقہ کے مطابق ہوتے تھے۔ اور بہت مقبول تھے۔

ایک شخص نے قسم کھائی کہ اگر میں ایسی عبادت نہ کروں جس میں اس عبادت کے وقت روئے زمین پر کوئی آدمی شریک نہ ہو تو میری بیوی کو طلاق۔ قسم کھانے کے بعد اسے افسوس ہوا اور اس نے طلاق سے بچنے کے لئے قسم کو پورا کرنا چاہا۔ اور علماء سے استفتا کیا۔ لیکن سب حیران رہ گئے۔ اور کوئی ایسی عبادت تجویز نہ کرسکے۔ جو کسی وقت اس شخص سے مخصوص ہو اور اسے دُنیا میں کوئی دُوسرا شخص نہ کر رہا ہو۔ آخر آپ سے دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ کچھ وقت کے لئے کعبہ خالی کر دو تاکہ یہ شخص تنہا اس کا طواف کرے۔ اس طرح اس کی قسم پوری ہو جائیگی کیونکہ طواف کعبہ ہی کا ہو سکتا ہے اور کعبہ اس کے لئے مخصوص ہو جائے گا۔

فرماتے تھے اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کرو۔ صبر اختیار کرو۔ یعنی نیکی پر قائم رہو اور بدی سے بچو۔ اور ان دونوں کاموں میں جو مشکلات پیش آئیں ان کا مقابلہ کرو۔ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا۔ مصیبت میں ہمّت نہ ہارو۔ اس کے بعد راحت کی امید رکھو۔ اللہ کو یاد کرو۔ یادِ الٰہی سے دل کو اطمینان ہوتا ہے۔ اسی سے استغفار کرو اور مدد مانگو۔

فرماتے تھے اجتنبوا کثیرا من الظن۔ گمان سے بہت بچو۔ صرف جذبات کی بناء پر دوستی اور دشمنی نہ کرو بلکہ شریعت کو اس کا معیار بناؤ۔ کیونکہ ان بعض الظن اثم۔ بعض ظن گناہ ہے۔

فرماتے تھے اپنے دل کی اصلاح کرو۔ حدیث میں ہے۔ ان فی الجسد لمضغۃ۔ ان صلحت صلح الجسد کلہ و ان فسدت فسد الجسد کلہ و ہی القلب او کما قالؐ۔ انسان کے جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے۔ اگر وہ درست ہے تو تمام جسم درست ہے۔ اگر وہ بگڑا ہوا ہے تو تمام جسم بگڑا ہوا ہے۔ اور وہ دل ہے۔ انسان کے اچھے اور بُرے اعمال اس کے دل کی اصلاح اور تخریب پر منحصر ہیں۔ اس لئے دل پر پابندی عائد کرو۔ اور اسے بالکل آزاد نہ چھوڑو۔

فرماتے تھے جو شخص خدا کو پہچانتا ہے وہ اسے چھوڑ کر دوسرے سے نہیں مانگ سکتا۔ جو مخلوق سے مانگتا ہے وہ خالق کو نہیں جانتا۔ ما قدروا اللہ حق قدرہ۔ جو اللہ پر توکل کرتا ہے وہ حلال پر قناعت کرتا ہے۔ اور حرام کا طالب نہیں ہوتا۔

آپ کے وعظ کا نمونہ یہ ہے:-

"ساری مخلوق عاجز ہے۔ کوئی تجھ کو نہ نفع پہنچا سکتا ہے نہ نقصان۔ بس حق تعالےٰ اس کو ان کے ہاتھوں سے کرا دیتا ہے۔ وہی تیرے اور مخلوق کے اندر تصرف کرتا ہے۔ جو کچھ تیرے لئے مفید یا مضر ہے اس کے متعلق اللہ کے علم میں قلم چل چکا ہے۔ جو موحد اور نیکوکار ہیں وہ باقی مخلوق پر اللہ کی حجّت ہیں۔ ان میں بعض ایسے ہیں جو ظاہر اور باطن دونوں اعتبار سے دنیا سے برہنہ ہیں (گو دولتمند ہیں مگر) حق تعالےٰ ان کے باطن پر دُنیا کا کوئی اثر نہیں پاتا۔ یہی قلوب صاف ہیں۔ جو شخص اس پر قادر ہوا اس کو مخلوق کی بادشاہی مل گئی۔ وہی بہادر پہلوان ہے۔ بہادر وہی ہے جس نے اپنے قلب کو غیر اللہ سے پاک کر لیا۔ اور قلب کے دروازہ پر توحید اور شریعت کی تلوار لے کر کھڑا ہو گیا۔ اور اپنے قلب کو مقلب القلوب سے وابستہ کر لیا۔ شریعت اس کے ظاہر کو اور توحید و معرفت اس کے باطن کو مہذب بناتی ہیں۔ آج تو اعتماد کر رہا ہے اپنے نفس پر۔ مخلوق پر۔ دیناروں پر۔ درہموں پر۔ کاروبار پر۔ اپنے شہر کے حاکم پر۔ جس چیز پر تو اعتماد کرے۔ وہ تیری معبود ہے اور ہر شخص جس سے تو خوف کرے یا توقع رکھے تیرا معبود ہے۔

اور ہر وہ شخص جس پر نفع اور نقصان کے متعلق تیری نظر پڑے اور تو یوں سمجھے کہ حق تعالیٰ اسی کے ہاتھوں اس کا جاری کرنے والا ہے۔ تیرا معبود ہے۔ تم اکثر کہتے ہو میں جس سے محبت کرتا ہوں اس سے میری محبت رہنے نہیں پاتی۔ اور رخنہ پڑ جاتا ہے۔ یا تو جُدائی ہو جاتی ہے یا وہ مرجاتا ہے یا رنجش ہو جاتی ہے۔ اگر مال سے محبت کرتا ہوں تو وہ ضائع ہو جاتا ہے۔ اس وقت تم سے کہا جائے گا کہ اے خُدا کے محبوب۔ اے وہ کہ جس پر خدا کی عنایت ہے۔ اے وہ جو خدا کا پسندیدہ ہے۔ اے وہ جس کے لئے اور جس پر خُدا کو غیرت آتی ہے کیا تم کو معلوم نہیں کہ خُدا غیور ہے۔ اس نے تم کو اپنے لئے پیدا کیا اور تم غیر کے ہونا چاہتے ہو۔ کیا تم نے اس کا یہ ارشاد نہیں سُنا کہ وہ ان لوگوں سے محبت کرتا ہے اور وہ لوگ اس سے محبت کرتے ہیں۔ اور یہ ارشاد کہ میں نے جن و انس کو صرف اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری اطاعت کریں۔ اس پر نظر رکھو جو تم پر نظر رکھتا ہے۔ اس کے سامنے رہو جو تمہارے سامنے رہتا ہے۔ اس سے محبّت کرو جو تم سے محبّت کرتا ہے۔ اس کی بات مانو جو تم کو بُلاتا ہے۔ اپنا ہاتھ اسے دو جو تم کو گرنے نہ دے۔ اور تم کو جہل کی تاریکی سے نکالے اور ہلاکت سے بچائے۔ نجاست دھو کر پاک کرے۔ اور نفسِ بدکار اور رفیقانِ گمراہ گمراہ کن سے نجات دے۔ جو شیاطین خواہشیں اور جاہل دوست ہیں خدا کی راہ میں رہزن اور تم کو ہر نفیس اور پسندیدہ چیز سے محروم رکھنے والے۔ کب تک عادت؟ کب تک خلق؟ کب تک خواہش۔ کب تک رعونت؟ کب تک دُنیا؟ کب تک غیرِ حق؟ تم کہاں چلے؟ اللہ کو چھوڑ کر۔ جو ہر چیز کا پیدا کرنے والا اور بنانے والا ہے۔ اوّل ہے۔ آخر ہے۔ ظاہر ہے۔ باطن ہے۔ دلوں کی محبت۔ رُوحوں کا اطمینان۔ گرانی سے سبکدوش۔ بخشش و احسان۔ ان سب کا صدور اسی کی طرف سے اور رجوع اسی کی طرف ہے۔"

آپ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ کے بموجب اخلاق نبویؐ کا مرقع تھے۔ نہایت نیک نفس۔ متواضع۔ حلیم۔ رحیم۔ فیاض۔ سیر چشم۔ راست گو۔ با مروت تھے۔ تمام سیرت نگاروں نے بالاتفاق آپ کے حسن اخلاق کی گواہی دی ہے۔ غریبوں۔ فقیروں اور مسکینوں سے محبت کرتے تھے۔ سخاوت آپ کا محبوب مشغلہ تھا۔ اگر تمام دُنیا کی دولت بھی آپ کو مل جاتی تو بھوکوں کو کھلانے میں خرچ کر دیتے۔ اسی لئے آپ کے پاس روپیہ ٹھہرتا نہیں تھا۔ طالب علمی کے زمانہ میں بھی گھر سے جو کچھ آتا تھا اس کا زیادہ حصہ خیرات کرتے تھے۔ مسند رشد و ہدایت پر بیٹھنے کے بعد بھی جو گرانقدر نذرانے ملتے تھے سب محتاجوں میں تقسیم کر دیتے تھے۔ اکثر ایسا ہُوا کہ خلیفہ اور حکام نے ہزاروں اشرفیاں پیش کیں اور آپ نے اسی وقت سب غریبوں میں بانٹ دیں اور اپنے پاس ایک بھی نہ رکھی۔ آپ خدمت خلق کو بہترین تقویٰ اور طریقت سمجھتے تھے۔ اور کسی ضرورت مند کو خالی ہاتھ واپس نہ کرتے تھے۔

ایک دفعہ حج کو چلے معتقدین کی ایک جماعت ہمراہ تھی۔ راستے میں ایک جگہ قیام کیا تو وہاں کے لوگوں سے پوچھا کہ اس بستی میں سب سے غریب آدمی کون ہے۔ انھوں نے ایسے آدمی کا پتہ بتایا تو آپ اس کے پاس پہنچے اور فرمایا کہ آج ہم تمہارے مہمان ہیں۔ اس نے عرض کیا بسر و چشم لیکن میں مفلس ہوں۔ اور آپ کی خدمت کا حق ادا نہ کر سکوں گا۔ آپ نے فرمایا تم فکر نہ کرو۔ آپ اور آپ کے ساتھی وہیں ٹھیر گئے۔ بستی کے امیروں اور رئیسوں نے آپ کی آمد سے مطلع ہو کر درخواست کی کہ ہمارے یہاں تشریف لائیے۔ یہاں آپ کو تکلیف ہوگی۔ لیکن آپ نے منظور نہ کیا۔ ان لوگوں نے اسی میزبان کے مکان میں آرام کا سامان مہیا کر دیا اور اپنی حیثیت کے مطابق ہدیے پیش کئے۔ نتیجہ یہ ہُوا کہ اس نادار کے گھر میں دولت کا انبار لگ گیا۔ آپ اور آپ کے اصحاب نے اس میں سے کچھ نہ لیا اور سارا مال اس کنگال کے حوالہ کر کے آگے روانہ ہو گئے۔

چونکہ آپ کو کوئی دُنیوی طمع نہیں تھی اس لئے کسی کی جاہ و منصب و ثروت سے مرعوب ہو کر اس کے ساتھ امتیازی سلوک نہیں کرتے تھے۔ آپ کی مجلس میں امیر و غریب سب مساویانہ شریک ہوتے تھے۔ خلیفہ تک کے لئے کوئی جگہ مخصوص نہیں تھی۔ آداب مجلس سب کو یکساں ملحوظ رکھنے پڑتے تھے۔

آپ اپنی اخلاقی اور ایمانی جُرأت کی وجہ سے حق گوئی میں بیباک تھے اور خلیفہ تک کو اس کی لغزشوں پر ٹوکتے تھے۔ ایک بار خلیفہ نے یحییٰ نام ایک نابکار مردم آزار کو جس سے لوگ بیزار تھے قاضی کا عہدہ دینا چاہا۔ تو آپ نے منبر پر تشریف لاکر علانیہ اس فعل کی سخت مذمت کی۔ اور اسے عذاب الٰہی سے ڈرایا۔ خلیفہ آپ کی نصیحت سے متاثر ہو کر اس ظالم کو حاکم بنانے کے ارادہ سے باز آگیا۔

دُنیا پرست علماء و مشائخ جو خوشامد اور مداہنت سے ظالم حکام کا مزاج بگاڑ کر ان کے جور و ستم میں اعانت کرتے تھے۔ ان کی نسبت آپ نے فرمایا۔" یہ لوگ علم کے تاجر اور خالق و مخلوق کے خائن اور صریح منافق ہیں۔ دُنیا کمانے کے لئے ظالموں کی تائید کرتے ہیں۔ خدا ان کو اور ظالموں کو ہدایت دے یا رسوا اور ہلاک کرے۔ دُنیا کی بادشاہی ہمیشہ رہنے والی نہیں ہے۔ ان کو عنقریب اپنے رب کے سامنے اپنے اعمال کا حساب دینا پڑیگا۔ اور وہاں ان کے دُنیوی آقا ان کو عذاب سے نہ بچا سکیں گے۔

آپ خدا ترس۔ کریم النفس۔ رقیق القلب۔ حق سے قریب۔ باطل سے دُور۔ غرور سے نفور۔ خدا کے لئے غیور تھے۔ اپنی ذات کے لئے غصّہ نہ کرتے تھے۔ احکام الٰہی کی خلاف ورزی پر ناراض ہوتے تھے۔ علم ان کا مصلح۔ قرب الٰہی ان کا اُستاد۔ انس ان کا ساتھی۔ صداقت ان کا شعار۔ حلم ان کی صفت۔ ذکر الٰہی ان کا مددگار۔ مکاشفہ ان کی غذا۔ مشاہدہ ان کی شفا۔ شریعت ان کا ظاہر اور حقیقت ان کا باطن تھی۔

دوسروں کی خوبی کا اعتراف اور قصور معاف کرتے تھے۔ اگر کوئی قسم کھاتا تھا تو اس کو تسلیم کرتے اور چشم پوشی کرتے تھے۔

چھوٹوں پر شفقت اور بڑوں کی عزّت کرتے تھے۔ سلام میں سبقت کرتے تھے۔ غریبوں اور مسکینوں سے بے تکلفی۔ محبت اور تواضع سے پیش آتے تھے مگر کسی حاکم یا خلیفہ کے دربار میں نہیں جاتے تھے۔ مریض کی عیادت کرتے تھے اور ہر ایک کے درد و غم میں شریک ہوتے تھے۔

(باقی باقی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صحبت کے کرشمے

(از جناب عبدالرحمٰن صاحب بی۔ اے بی ٹی پرنسپل عثمانیہ کالج شیخوپورہ)

حقوقِ صحبت

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ۝ پ ۱۶ ع ۷

ترجمہ۔ بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے اللہ تعالےٰ ان کے لئے دوستی پیدا کر دے گا۔

یعنی جن مسلمانوں کے عمل اچھے ہیں۔ خدا تعالےٰ ان کو دوست بنا لیتا ہے۔ اور دلوں میں ان کی دوستی پیدا کرتا ہے۔ کیونکہ یہ لوگ اپنے مصاحبوں کے دلوں کی رعایت کرتے ہیں اور اپنے بھائیوں کا حق ادا کرتے ہیں۔ اور ان کو اپنے اوپر فضیلت دیتے ہیں۔

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ثَلٰثٌ تُصْفِیْنَ لَكَ وُدَّ اَخِیْكَ اَنْ تُسَلِّمَ عَلَیْهِ اِنْ لَقِیْتَهٗ وَتُوَسِّعَ لَهٗ فِی الْمَجْلِسِ وَتَدْعُوْهُ بِاَحَبِّ اَسْمَآئِهٖ

ترجمہ۔ تین چیزیں تیرے بھائی کی دوستی کو تیرے لئے مصفا کریں گی اول یہ کہ اگر تو اسے ملے تو اسے سلام دے اور دوم مجلس میں اس کے لئے جگہ کشادہ کرے اور سوم اس کو اس نام سے پکارے جو اس کو زیادہ پسند ہو۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَ اَخَوَیْكُمْ پ ۲۶ ع ۱۳

ترجمہ۔ سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ پس اپنے دو بھائیوں کے درمیان صلح کرا دو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اپنے بھائی زیادہ بناؤ۔ کیونکہ تمہارا پروردگار باحیا اور کریم ہے۔ وہ قیامت کے روز اپنے کسی بندہ کو اس کے بھائیوں کے درمیان عذاب دینے سے حیا کرے گا۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ ہم نشینی خداوند تعالےٰ کے لئے ہو نہ خواہش نفس اور غرض نفسانی کے حاصل ہونے کے لئے۔ صحبت یا تو اپنے سے بڑے کے ساتھ یا اپنے سے چھوٹے کے ساتھ ہونی چاہیئے کیونکہ اگر اپنے سے بزرگ کے ساتھ صحبت اختیار کریگا تو اس سے تجھے فائدہ ہوگا اور اگر اپنے سے کم درجے کے ساتھ صحبت اختیار کریگا تو تجھے دینی فائدہ یہ ہوگا کہ وہ تجھ سے کوئی بات سیکھے گا اور دونوں کو دینی فائدہ حاصل ہوگا اور اگر تو اس سے کچھ سیکھے گا تو بھی ایسا ہی دونوں کو دینی فائدہ حاصل ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے۔ پس تم میں سے کسی کو غور کرنا چاہیئے کہ وہ کس سے دوستی پیدا کر رہا ہے۔ کیونکہ اگر وہ نیک لوگوں سے صحبت رکھتا ہے تو اگرچہ وہ برا ہی ہو نیک ہوگا۔ اس لئے کہ ان کی صحبت اس کو نیک کر دے گی۔ اور اگر وہ بروں سے صحبت رکھتا ہے تو اگرچہ وہ خود نیک ہی ہے برا ہو جائے گا۔ اس لئے کہ ان کے فعل بد پر اس کی رضامندی ہے۔ اور جب برائی پر راضی ہوگا تو خواہ خود نیک ہے بد ہوگا ؎

صحبتِ صالح ترا صالح کند
صحبتِ طالح ترا طالح کند

طبیعت میں صحبت کی بہت بڑی تاثیر ہے۔ اور عادت کو سخت غلبہ حاصل ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ آدمی عالم کی صحبت میں عالم ہو جاتا ہے۔ اور طوطا آدمی کی تعلیم سے ناطق ہو جاتا ہے۔ اور ایسی سب چیزوں میں صحبت کی تاثیر ہوتی ہے۔ کہ ان کی طبعی عادت بدل جاتی ہے۔

برے ہمنشین کی مثال ایسی ہے۔ جیسا کوئی شخص آگ کی بھٹی کے نزدیک بیٹھے جہاں سے چنگاریاں اڑ کر کپڑوں کو جلاتی ہیں اور نیک ہمنشین کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی عطر فروش ہو تو اس سے ہر وقت خوشبو آتی ہے۔

اصحابِ کہف

یہ چند نوجوان روم کے کسی ظالم و جابر بادشاہ کے عہد میں تھے۔ ان کے دل خشیتِ الٰہی اور نورِ تقویٰ سے بھرپور تھے حق تعالےٰ نے صبر و استقلال اور توکل و تبتل کی دولت سے مالا مال کیا تھا۔ دنیا جب دینِ حقہ سے بچل رہی تھی تو ان کو اللہ تعالےٰ نے راہِ ہدایت پر ثابت قدم رکھا اور ظاہری طور پر بھی ایک عجیب غار کی راہ بتلائی۔ ان کے ساتھ ایک کتا بھی لگ گیا تھا اس پر نیکی صحبت کا کچھ اثر پہنچا اور صدیوں تک زندہ رہ گیا اگرچہ کتا رکھنا برا ہے۔ لیکن لاکھ بروں میں ایک بھلا بھی ہے جیسا کہ سعدی شیرازی فرماتے ہیں ؎

پسرِ نوح با بداں بنشست خاندانِ نبوتش گم شد
سگِ اصحابِ کہف روزے چند پئے نیکاں گرفت مردم شد

مرشدِ کامل کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر انسان کو بے فکر ہو جانا چاہیئے۔ اور لِمَ و کَیْفَ کو چھوڑ دو۔ اپنے آپ کو مرشد کے سپرد کر دو۔ اور اپنی رائے کو ہرگز دخل نہ دو۔ جو وہ طریقہ بتائے اس پر عمل کرو۔ انشاء اللہ کامیاب ہوگے۔

بود مورے ہوسے داشت کہ در کعبہ رسد
دست بر پائے کبوتر زد و ناگاہ رسید

یعنی ایک چیونٹی کو ہوس ہوئی کہ خانہ کعبہ میں پہنچے۔ لیکن اپنے ضعف و عجز کو دیکھ کر مایوس تھی۔ اس نے دیکھا کہ ایک کبوتر کبوترانِ حرم محترم سے بیٹھا ہے۔ وہ چیونٹی اس کے پاؤں کو لپٹ گئی اس کبوتر نے ایک پرواز کی اور بیت اللہ شریف میں جا پہنچا۔ چیونٹی نے جو آنکھ کھولی دیکھا تو خانہ کعبہ سامنے ہے۔ صاحبو اسی طرح ہم اگرچہ ضعیف ہیں۔ لیکن اہل اللہ کا دامن اگر پکڑ لیں گے تو انشاء اللہ محروم نہ رہیں گے۔ اسی واسطے تو فرمایا کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ۔ سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

جملہ دانایاں ہمیں گفتا ہمیں
ہست دانا رحمۃ للعالمین
گر انارے میخری خنداں بخر
کہ دہد خندہ ز دانہ او خبر

شارح نے کہا ہے کہ "ہست دانا رحمت اللعالمیں" مقولہ ہے گفتا کا۔ مطلب یہ ہوگا کہ تمام عارفین نے کہا ہے کہ عارف کو رحمت خدا سمجھو اور مولانا تھانوی فرماتے ہیں کہ "ہست دانا رحمۃ للعالمین" جملہ معترضہ ہے اور مقولہ گفتا کا دوسرا شعر ہے۔ "گر انارے میخری خنداں بخر" اب مطلب یہ ہوگا کہ عارفین کا قول ہے۔ اور درمیان میں عارف کی مدح کر دی کہ عارف کا وجود بھی بڑی نعمت ہے اور وہ مقولہ یہ ہے۔ کہ انار خریدو تو کھلا ہوا خریدو کیونکہ اس کے کھلے ہوئے ہونے سے اندر کے حال کا پتہ

چل جائیگا اور اگر بند انار خرید لوگے تو ممکن ہے کہ بالکل سڑا ہُوا نکل آئے - پس اسی طرح جس سے ایسا تعلق پیدا کرنا چاہو، اوّل اُس کے افعال و آثار کو دیکھ لو۔

ہر کہ خواہد ہمنشینی با خدا
او نشیند در حضورِ اولیا
یک زمانہ صحبتِ با اولیا
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

صحبتِ مردان گر یک ساعت است
بہتر از صد خلوت و صد طاعت است

ترجمہ - جو شخص خدا کی ہمنشینی کا طالب ہے اُسے اولیاء اللہ کی مجلس میں بیٹھنا چاہئے - کیونکہ اولیاء اللہ کی صحبت میں ایک گھڑی بھی بیٹھنا ایک سو سال کی خالص اطاعت سے بہتر ہے۔

نیک آدمیوں کی صحبت میں تھوڑا سا عرصہ بھی گزارنا یکصد تنہائیوں اور یکصد فرمانبرداریوں سے بہتر ہے۔

صحبت کا اثر

حضرت انبیاء علیہم السلام میں خدا تعالےٰ نے گوناگوں مَلکاتِ فاضلہ ودیعت کئے ہیں جو مخلوق کی ہدایت میں کار آمد ہیں - اسی اعتبار سے کامل، خلیفہ، مؤید، ہادی، اور منذر، کے القاب سے ملقب کئے جاتے ہیں ہر ایک پھول میں ایک قسم کی خوشبو ہوتی ہے - مگر نبیٔ آخرالزماں فداہ ابی واُمی میں یہ جملہ ملکات موجود ہیں اِس لئے آپ جملہ القاب سے ملقب ہوئے ہیں اور کبھی ان انبیاء علیہم السلام کے متبعین اور جانشینوں میں بھی وہ وصف خاص منتقل ہوتا ہے جیساکہ شاگرد رشید میں اُستاد کے کمالات کا جلوہ ہوتا ہے اس لئے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین بالخصوص خلفائے اربعہ و اہل بیعت میں ان اوصاف کے مختلف جلوے نمایاں تھے - حضرت ابوبکرؓ میں تہذیبِ نفس کے اور حضرت عمرؓ میں سیاست و نظامِ ملت کے حضرت عثمانؓ میں مروّت اور حیاء کے اور حضرت علیؓ میں انکشافِ اسرارِ عالمِ غیب اور حقائق الاشیاء کے ادراک کے علوم کی تجلّی تھی - حضرت حسنینؓ اور آپ کی بعض ذرّیات طیبات میں قلوبِ بنی آدم کے لئے جذبِ مقناطیسی ودیعت تھا - در اصل یہ ملکات خدا داد ہیں جس طرح قوئ جسمانی اور حُسنِ صورت - ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ (ابوالحسن حقانی)

شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی ایک بلیغ پیرائے میں تاثیرِ صحبت کا خاکہ پیش کرتے ہیں -

گِلے خوشبوئے در حمام روزے
رسید از دستِ محبوبے بدستم
بدو گفتم کہ مشکی یا عبیری
کہ از بوئے دلآویزِ تو مستم
بگفتا من گِلِ ناچیز بودم
و لے یک مدّتے با گُل نشستم
جمالِ ہمنشیں در من اثر کرد
وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

ترجمہ - ایک دن مجھے ایک عزیز دوست نے خوشبو میں بسا ہوا مٹی کا ایک ڈھیلہ دیا - مَیں نے اس ڈھیلہ سے پوچھا - بتا تو سہی تو مشک ہے یا عنبر، تیری بھینی بھینی مہک تو مجھے مست کئے دے رہی ہے - اُس ڈھیلے نے جواب دیا - مَیں تو حقیر مٹی کا ڈھیلہ ہوں - البتہ یہ بات ضرور ہے کہ مجھے پھول کی صحبت رہی ہے - پھول کی سنگت نے میرے اندر مہک لہک سمو دی ہے - ورنہ جیساکہ ظاہر ہے - مَیں تو ایک مٹی کا ڈھیلہ ہوں -

سیپ میں موتی بنا کافور کیلے میں ہُوا
سانپ کے مُنہ میں پڑا تو سمِّ قاتل ہوگیا

صحبت کے اثر سے پانی کی ایک بوند کچھ سے کچھ بن جاتی ہے یہ بوند سیپ میں موتی بنتی ہے اور کیلے میں کافور - یہی بُوند جب سانپ کے مُنہ میں پہنچتی ہے تو زہرِ ہلاہل بن جاتی ہے

احادیث

۱ - حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لفظ رحم رحمٰن سے نکلا ہے - خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ جو تجھ کو ملائیگا مَیں اس کو ملاؤنگا - جو تجھے قطع کرے گا مَیں اس کو قطع کردوں گا -

۲ - حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کا بیان ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے وہ شخص واصل رحم نہیں ہے جو بدلہ اُتارے واصل رحم وہ شخص ہے جو قطع رحم کے وقت صلہ رحمی کرے -

۳ - حضرت نعمان بن بشیرؓ کہتے ہیں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - مومن آپس میں ایک دوسرے پر رحم کرنے میں ایک جسم کے اعضاء کی طرح ہیں - اگر جسم کا ایک عضو بھی درد میں مبتلا ہوتا ہے تو تمام اعضاؤں کو صدمہ پہنچتا ہے -

۴ - حضرت ابو موسیٰؓ کہتے ہیں - حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - ایک مومن دوسرے مومن کے واسطے اس طرح ہے - جیسے مکان کے واسطے اجزا بعض کو بعض مضبوط کئے رہتے ہیں -

اللہ تعالےٰ کے تمام بندوں پر عام لطف اور مہربانی پسندیدہ اخلاق میں سے ہے - رحم کرنے والوں پر اللہ رحم کرتا ہے - زمین والوں پر رحم کرو تاکہ آسمان والا تم پر رحم کرے - اور رحمت کا یہ معنی نہیں کہ ہر ایک کو راضی رکھے بلکہ اس کی اصلیت یہ ہے کہ جو چیز فی الواقع ان کے حق میں بہتر ہے ان کے واسطے اس کا حاصل ہونا دل سے چاہے اور اس میں کوشش کرے - عام لوگوں کے حق میں خواہ کافر ہوں یا مسلمان ہدایت کی دُعا کرے - کیونکہ دُعا سے رحمت کا دروازہ کُھلتا ہے اور خلق کو اللہ تعالیٰ کا عیال جان کر اُن پر رحم کرنے کو اللہ تعالےٰ کی خوشنودی کا باعث جانے -

بیعت کی اصلی اور بڑی ضرورت بھی رفاقت یا پیر کی صحبت ہے تاکہ راستہ کے خطرات یا اُس کی ٹھوکروں سے حفاظت ہو اور یہ ایسی موٹی بات ہے کہ دُنیا کے کسی موٹے سے موٹے کام میں بھی اس فن کے ماہر و تجربہ کار کی صحبت و اعانت کے بغیر بصیرت پیدا نہیں ہوتی - کسی علم و فن کی معلومات اور چیز ہیں اور بصیرت اور چیز، معلومات تو باغبانی اور کاشتکاری کی کتابیں پڑھ کر ہم بہت کچھ حاصل کر سکتے ہیں - لیکن محض ان کتابی معلومات کی بناء پر اگر ہم باغ لگانا اور کھیتی کرنا شروع کر دیں تو کیا قدم قدم پر ٹھوکریں نہ کھائیں گے ؟ بخلاف اس کے اگر کچھ دن کسی تجربہ کار باغبان و کاشتکار کے ساتھ یا اُس کی صحبت میں اس کام کو کرلیں یا اُس کے نشیب و فراز کی ایسی بصیرت یا اندرونی بینائی حاصل ہو جاتی ہے کہ اگر کوئی بالکل ہی نئی زمین دیدی جائے تو اس سے کام لینے میں زیادہ دشواری نہ ہوگی "بھلا نری کتابوں سے بھی کوئی کامل و مکمل ہُوا ہے - ارے بھائی موٹی بات ہے - کہ بلا بڑھئی کے پاس بیٹھے کوئی بڑھئی نہیں بن سکتا - حتیٰ کہ بسولا بھی اپنے طور پر ہاتھ

میں لے کر اُٹھائے گا تو وہ بھی قاعدہ سے نہ اُٹھایا جا سکے گا۔ بغیر درزی کے پاس بیٹھے سوئی پکڑنے کا اندازہ بھی نہیں آتا۔ بلا خوشنویس کے پاس بیٹھے اور بلا قلم کی گرفت اور کشش دیکھے ہرگز خوشنویس نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا پیر کامل کی صحبت لازم ہے۔" اور ہمارے لئے تو صحبت کی حاجت و اہمیت کی سب سے بڑی دلیل صحابیت ہے کہ ادنیٰ سے ادنیٰ صحابی کی فضیلت بھی اعلیٰ سے اعلیٰ محدثین و فقہا اور بڑے بڑے اولیاء و اقطاب پر مسلّم ہے۔ ظاہر ہے کہ اس فضیلت کا مدار نہ کتابوں پر ہے۔ کیونکہ اکثر صحابہ سرے ہی سے اُمّی تھے۔ نہ کثرتِ معلومات پر، کیونکہ اُن کے مقابلہ میں بعد کے معمولی علماء کے بھی نفس معلومات اُن سے زیادہ ہی ہیں۔ اس فضیلت کا مدار محض حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی صحبت، کہ جس سے اعلیٰ کیا، جس کے مساوی صحبت بھی بعد کے بڑے بڑے علماء اور اولیاءؒ کو اب نصیب نہیں ہوسکتی اور جن کو کچھ تجربہ ہے وہ جانتے ہیں کہ ایک دن کی صحبت سے جو کچھ نصیب ہوتا ہے وہ سالہا سال کی کتاب خوانی سے نصیب نہیں ہوتا۔ اور اس میں بالکل مبالغہ نہیں ہے "ساعتے با اولیا بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا" بیعت کے بعد اگر وقت و مہلت میسّر ہو تو چندے پیر کی خدمت میں رہے۔ یا کبھی کبھی اپنے پیر کے پاس یا کوئی اور خوش عقیدہ متقی بزرگ موجود ہوں اُن کے پاس بیٹھا کرے۔ اور اگر ذرا طویل صحبت میسّر ہو جائے تو یہ بصیرت ایسی بڑھ جاتی ہے کہ واقعی اس سے پہلے کی اپنی حالت بالکل احمقانہ معلوم ہونے لگتی ہے۔

کتنا ہی بڑا عاقل ہو مگر عالم نہ ہو اور نہ کسی محقق عالم کی صحبت میں رہا ہو اگر وہ کسی محقق عالم کی صحبت میں چھ ماہ گزارے تو وہ خود اپنی حالت کا اندازہ کرلیگا۔ آتے وقت وہ اپنے آپ کو عاقل کہیگا اور جاتے وقت احمق خیال کرے گا۔

بیعت اور ارادت میں بھی افراط و تفریط ہے بعضوں نے اس کو بدعت سمجھ رکھا ہے اور دوسری طرف لوگوں نے اس کو صرف ایک رسم بنا رکھا ہے۔ کہ بس دست بوسی و پابوسی کرلی باقی خود کچھ کرنے کرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ حالانکہ رسمی پیری و مُریدی میں کچھ نہیں رکھا۔ اصل کام خود چلنا ہے اور کسی رہبر کا ہاتھ پکڑنا بیعت کی اصلی حقیقت خود لفظ بیعت و ارادت اور مُرید کی اصطلاح بلکہ لفظی معنی ہی سے واضح ہو جاتی ہے۔ ارادہ محض آرزو و تمنّا کا نام نہیں بلکہ مُراد کو پُورا کرنے کے لئے ضروری اسباب و وسائل کے جمع کرنے میں مصروف ہو جانا یا منزل مقصود کی طرف چل پڑنا ہے۔ بس مرید بھی اصطلاحاً وہ ہے جو اپنی دینی خصوصاً باطنی و قلبی اصلاح و درستی کو مراد و منزل بناکر اس کے ضروری وسائل اختیار کرتا اور اس کی طرف چل پڑتا ہے۔ اور بیعت کے معنی یہ ہے کہ اس منزل مقصود کی طرف پہنچنے کے لئے کسی زیادہ واقف کار کو رہبر و رفیق بنا لینا اور اُس کے پیچھے یا ساتھ ساتھ چلنا تاکہ نہ صرف گمراہی کے خطرات سے حفاظت ہو۔ بلکہ راستہ سہولت و راحت سے قطع ہو۔ بالفاظ دیگر اپنے سے زیادہ واقف و ماہر و مصلح کے ہاتھ میں اپنے آپ کو اس طرح سونپ دے جس طرح بائع مُشتری کے ہاتھ میں اپنی چیز سونپ دیتا ہے یا جیسے مریض کسی حاذق و ماہر طبیب کے حوالہ اپنے آپ کو کردیتا ہے اور دوا و پرہیز میں کاملاً اُس کی تجاویز و ہدایات پر عمل کرتا ہے۔ اور خالی اس گھمنڈ میں کہ خود کوئی شخص لکھا پڑھا بلکہ عالم و فاضل ہے۔ اور طب کی کتابوں کو پڑھ لیتا ہے۔ یا باقاعدہ کسی اُستاد ہی سے پڑھ لیا ہے۔ مگر مطب نہیں کیا۔ اگر وہ خود اپنی بیماریوں کا علاج محض کتابوں یا کتابی نسخوں سے کرنے لگے تو ہلاکت کے خطرات کو دعوت دینے کے سوا کیا ہے؟ باقاعدہ علاج و نسخہ نویسی کی لیاقت تو باقاعدہ کسی طبیب کے مطب میں دو چار سال بیٹھ کر اور نسخہ نویسی کی مشق ہی سے حاصل ہوگی ایک طب و طبیب پر کیا موقوف، ہر علمی فن کا یہی حال ہے کیا کوئی لوہار اور بڑھئی کا کام محض کتابیں پڑھ کر کرسکتا ہے یا کھانا محض طباخی کی کوئی کتاب پڑھ کر پکا لیگا۔ بس وہی کچا پکا۔ اُلٹا سیدھا وہ بھی بہت کچھ وقت اور سامان برباد کرنیکے بعد۔ پھر بھی خود رو ہونے کی خامی ہمیشہ باقی رہے گی۔ کیا جہل مرکب ہے کہ وکیل بننے کے لئے تو گھر بیٹھ کر وکالت کی کتابیں پڑھ لینا کافی نہیں بلکہ باقاعدہ لیکچروں کی تکمیل و امتحان کے بعد بھی کسی سینئر مشّاق وکیل کے ساتھ کام کرنا اور تجربہ حاصل کرنا ضروری ہے اور وہ بڑا احمق ہوگا جو قانون کے کسی ایسے مشہور سے مشہور پروفیسر کے ہاتھ میں اپنا مقدمہ دیدے جس نے نہ عدالت کی کبھی صورت دیکھی ہو نہ عدالتی کام کا عملی تجربہ رکھتا ہو۔ سائنس کی کتابوں کو خود پڑھ کر یا استاد کے محض لکچر سُن کر کوئی سائنسدان نہیں بن سکتا جبتک لیباریٹری (معمل) میں امتیازات و مشاہدات نہ کرے۔

غرض ارادت و بیعت کا مطلب کمال دین یا دین کے مرتبۂ احسان کی طلب میں نکل پڑنا اور اپنے سے زیادہ کسی واقف کار رہبر کے پیچھے ہولینا ہے۔ بیعت پیر و مرید کے مابین ایک معاہدہ ہوتا ہے جس میں شیخ کی طرف سے اصلاح کا وعدہ ہوتا ہے اور طالب کی طرف سے اتّباع کا۔ رسمی بیعت فرض و واجب بالکل نہیں اس کا نفع صرف سلسلہ کی برکت کا حصول ہے۔

فراق و وصل چہ باشد رضائے دوست طلب
کہ حیف باشد ازو غیر اُو تمنّائے

مقصود رضائے حق کو سمجھے۔ احکام شرعیہ کو بجالائے اور ذکر پر مداومت کرے۔ اس رضا سے دخول جنّت لقائے حق اور دوزخ سے نجات میسّر ہوگی۔ شیخ اسی بات کی تلقین کرتا ہے اور مُرید اس کے اتباع کا عہد کرتا ہے۔ بس پیری مریدی کی یہی حقیقت ہے۔

اس کے علاوہ جو لوگ محض شیخ کی توجہ و تصرف پر قناعت کرلیتے ہیں تو اس کو تصرف سے جو کیفیات پیدا ہو جاتی ہیں نہ تو ان کا کچھ نفع ہوتا ہے اور نہ اُن کو بقا نصیب ہوتا ہے۔ اصل نفع و بقا اپنی ہی محنت و مشقّت کی چیزوں میں ہے۔

بزرگی کا معیار لوگوں نے تصرّف بھی تراش رکھا ہے کہ جو شخص آنکھیں چار ہوتے مدہوش کردے اُٹھا کر زمین پر پٹک دے۔ وہ بڑا بزرگ ہے۔ حالانکہ یہ بالکل لغو ہے اگر یہ بزرگی ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کو تو ضرور اس کو برتنا چاہئے تھا حالانکہ آپ سے یہ بات ثابت نہیں ہے۔ بزرگی کا معیار تو یہ ہے کہ جتنی درویشی میں ترقی ہوجائے حضورؐ سے مشابہت بڑھتی جائے کیونکہ ولایت مستفاد عن النبوّت ہے افسوس کہ یہ لوگ علمائے حق کی طرف متوجہ نہیں ہوتے اس لئے بہت سی غلطیوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ توجہ و تصرف بھی نہ کوئی مقصود و مامور امر ہے نہ فی نفسہ کوئی کمال و قرب اور نہ ولایت و مقبولیّت کی کوئی علامت، بلکہ نفس و خیال کی ایک قوّت ہے جو خیال و توجہ میں یکسوئی کی مشق سے مقبول کیا مردود سے بھی مردود حاصل کرسکتا ہے۔ پُرانے زمانہ کے سحر یا جادوگری اور آج کل کے مسمریزم اور عمل تنویم (ہپناٹزم) کا بڑا مدار یہی ہے۔ یہ قوت کوئی دینی کمال نہیں نہ مقبول مقرب ہونے کی علامت ہے۔ ہر فاسق و فاجر بھی

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کیلئے

(داعیانِ وحدتِ ملتِ اسلامیہ کے نظریات کے خلاصے)

ملّتِ اسلامیہ کے زوال کی بنیاد اس وقت ڈالی گئی جب اس کے قائدین نے اپنے ایک مرکز سے کٹ کر جُدا جُدا مرکز قائم کر کے جُدا جُدا سرداریاں قبول کر لیں۔ جُدا جُدا قبلۂ حاجات تعمیر کرائے۔ لیکن اگر قائدین نفس کے فریب کا شکار ہو گئے ہیں۔ تو عامۃ المسلمین کو خود بیدار ہو کر وحدت ملت اسلامیہ کے لئے ایک مرکز قائم کرنے کی آواز قطعی ہم آہنگی کے ساتھ بلند کرنی چاہیئے۔ ایسی ہم آہنگی کے ساتھ کہ ساری ملّت ہم آہنگ ہو کر فرش و عرش کی بلندیوں کو ہموار کر رکھ دے۔ (سیّد جمال الدین افغانی)

(۲)

ہم نے تحریک خلافت کا علم کسی سیاسی اغراض کے ماتحت ہرگز بلند نہیں کیا بلکہ ہماری جد و جہد کا دائرہ تمام عالم اسلام کو محیط کئے ہوئے ہے۔ ہم مسلمانانِ عالم کو از سرِ نو ایک مرکز ایک پرچم اور ایک نکتۂ عمل کے گرد اگرد اس انداز سے مجتمع کرنے کا عہد کر چکے ہیں، جس انداز سے خود حضرتِ شارع اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمّتِ مسلمہ کو جمع کر کے ایک ہو جانے کا حکم دیا تھا۔ (رئیس الاحرار مولانا محمد علی جوہرؒ)

(۳)

مَیں تہیّہ کر چکا ہوں کہ ان مخرب توحید طاقتوں کے خلاف آخری دم تک جہاد بالسیف کرتا رہوں گا۔ یہی نہیں بلکہ اس کے ساتھ ہی اپنی زندگی کا ہر لمحہ وحدتِ ملتِ اسلامیہ کی تجدید اور امتِ مسلمہ کے ایک مرکز کے قیام کے لئے تمام طاغوتی طاقتوں کے خلاف نبرد آزمائی کی خاطر وقف رکھوں گا۔ میرے نزدیک ایسے مسلمانوں سے اسلام اور ملّت کو کوئی نتیجہ خیز فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ جو چھوٹے چھوٹے گروہوں اور فرقوں میں بٹے رہیں۔ اور اس طرح اپنی عظیم الشان قوّت کو بے معنی انداز میں برباد کرتے رہیں اپنے دشمنوں کے ہاتھ مضبوط کرتے رہیں۔ رحمان کی آواز کو دباتے رہیں اور شیطان کے عزائم کو بے شعوری کے عالم میں خود اپنی لا یعنی سرگرمیوں سے تقویت پہنچاتے رہیں۔ ہم ایک ہیں ہمارا حکم ایک ہے۔ خُدا ایک ہے۔ رسولؐ ایک ہے۔ قرآن ایک ہے۔ قبلہ ایک ہے۔ اس لئے ہمارا مرکز بھی ایک ہونا چاہیئے۔

(مہدی سوڈانی)

(۴)

ہم نے اپنے آرام، اپنے چین، اور دُنیا کی دیگر راحتیں اپنے آپ پر حرام کر دی ہیں۔ خوبصورت گھروں کو چھوڑ کر پہاڑوں کو اپنا مسکن بنا لیا ہے اور ہماری یہ خانہ بدوشانہ زندگی اس وقت تک جاری و ساری رہے گی جب تک ہم ایک بار پھر اُمّتِ مسلمہ کو ایک لڑی میں پرو کر ایک مرکز پر لا کر ایک جان نہ کر دیں گے ــــ محمدِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس تعلیم کا سب سے بڑا مشن یہی ہے کہ وہ ایک خدا ایک رسولؐ ایک حکم۔ ایک قرآن اور ایک قبلہ کی تقدیس کا لوہا دو جہانوں سے منوانے کے لئے ایک ہو جائیں۔ اور اس انداز سے ایک آواز اور ایک مرکز پیدا کریں کہ زمین و آسمان گونج اُٹھیں۔ ان کے دشمن ان کی طرف آنکھ اُٹھا کر دیکھنے کی بھی جُرأت نہ کر سکیں۔ مسلمان کسی کے حقوق پر ڈاکہ ڈالنے کو گناہ کبیرہ یقین کرتا ہے۔ لیکن وہ اپنے حقوق پر بھی کسی کو ہاتھ اُٹھانے کی اجازت نہیں دیتا۔ آج کفر و شرک اور تثلیث و تلبیس نے اسلام کے خلاف متحدہ محاذ بنا لیا ہے۔ اس لئے مسلمانوں پر بھی فرض عائد ہو گیا ہے کہ وہ ہر شر اور ہر بدی کا قلع قمع کرنے کے لئے مجاہد بن کر ایک علم کے نیچے ایک مرکز پر جمع ہو جائیں۔ ساری ملّت کا صرف ایک مرکز پر قائم کر کے اپنے دشمنوں کے دانت کھٹے کر دیں۔ (حضرت سیّد احمد بریلوی)

(۵)

بُتانِ رنگ و بو کو توڑ کر ملت میں گم ہو جا
نہ تورانی رہے باقی نہ ایرانی نہ افغانی!

(اقبالؒ)

(۶)

مسلمان پیدا ہوتے ہی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کا اقرار کرتا ہے، تمام دُنیاوی قوّتوں اور قیادتوں کے خلاف اعلانِ بغاوت کرتا ہے۔ اور وہ اس لئے کہ اسے پیدا ہی اس لئے کیا جاتا ہے۔ کہ وہ اسے ایک خُدا ایک رسولؐ۔ ایک حکم۔ ایک قرآن اور ایک قبلہ کی تبلیغ و اشاعت کے لئے اپنی زندگی مخصوص کر دے۔ اسلام کے نزدیک کھانے، پہننے اور عیش و آرام کا نام زندگی نہیں، اسلامی زندگی کے معنی ایک ایسی مقدس کشمکش و حرکت و عمل کو قرار دینا ہے۔ جس سے سر تا پا نیکی، رشد و ہدایت اور فلاح و نجات ہی کے لئے جد و جہد کرنا ہے اللہ کے لئے جینا ہے اللہ کے لئے مرنا ہے اور یہ ایسی صفات ہیں جو اُس وقت تک پیدا نہیں ہو سکتیں جب تک مسلمانوں کا مرکز ایک نہ ہو، قیادت ایک نہ ہو، اور یہ سب کے سب ایک ایسی عظیم الشان مگر غیر فانی اکائی نہ بنے رہیں جسے قرآن کی تفہیم میں بنیانٌ مرصوص کہتے ہیں۔ (مولانا ابو الکلام آزاد)

(۷)

میرے نزدیک مسلمانوں کا نشاۃ ثانیہ کے لئے جد و جہد کرنا ہزارہا عبادتوں کی ایک عبادت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مجاہدین فریضۂ جہاد کو دیگر فرائض پر ترجیح دیتے ہوئے سرگرم عمل ہیں۔ ہماری یہ جہاد آفریں جد و جہد کسی ذاتی مقصد کے حصول کے لئے ہرگز نہیں۔ ہم مسلمانوں کی اجتماعی فلاح و بہبود کے لئے سینہ سپر اور کفن بدوش ہیں اور ہم اس کش مکش میں اس وقت تک بدستور منہمک رہیں گے۔ جب تک اس ربع مسکوں کے کونے کونے میں اللہ کے قانون کو رائج نہ کر دیں گے۔ اس کے ساتھ ہی ہمیں اس وقت تک چین نہیں آ سکتا جب تک ایک بار پھر خلافتِ راشدہ کا سماں پیدا نہ ہو جائے۔ مسلمانوں کا ایک مرکز قائم نہ ہو جائے۔ مسلمانوں کی تمام چھوٹی بڑی سرداریاں ایک مرکزی قیادت میں مدغم نہ ہو جائیں۔ (شاہ اسمٰعیل شہیدؒ)

انسان کی پہچان

(۱) عبادت سے مذہب کی پہچان ہوتی ہے۔
(۲) اعمال سے ایمان کی
(۳) علم سے دانائی کی
(۴) سوسائٹی سے چال چلن کی
(۵) سلوک سے اخلاق کی
(۶) گفتار سے قابلیت کی
(۷) پوشاک سے خاصیت کی
(۸) نرمی سے ہمدردی کی
(۹) صفائی سے صحت کی
(۱۰) ادب سے عزّت کی
(۱۱) محنت سے کامیابی کی
(۱۲) سچائی سے شہرت کی

شادی کمیشن کی تباہ کاریاں

(از جناب مولانا جمیل احمد صاحب تھانوی مفتی جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد لاہور)

(گزشتہ سے پیوستہ)

عورت جب تک عورت رہے گی اس کے خواص و عادات بھی عورتوں کے رہیں گے۔ وہ بات بات پر بگڑ جانا اور ناراضی میں انجام کو نہ دیکھنا اور فوراً چٹ پٹ طلاق رسید کرنا روز کی دال روٹی ہوگی روز گھر اُجڑا کریں گے اور نئے آباد ہُوا کریں گے۔ اور خدا جانے اولاد کس کے ہُوا کرے گی مرد کے یا عورت کے اور اس کا کیا حشر ہُوا کرے گا۔ عورت کا غیر متحمل ہونا، بات بات سے بہت اثر لینا، اوہام اور دُور از کار احتمالات پر خیالی محل تیار کر لینا، سُنی سُنائی بے تحقیق باتوں پر یقین کر لینا، شبہات کو تحقیق قرار دے لینا، ناراضی میں تمام احسانات اور خوبیوں کو فراموش کر دینا۔ غُصّہ میں زبان پر قابو نہ رکھنا جو اکثر اختلاف اور ویرانی کا اب بھی سبب بنتا ہے۔ عورت کی سرشت ہے۔ یہ طلاق کو کھلونا بنا ڈالتی ہے۔

عورت جو دوسرے کی کمائی میں بھی اس قدر کفایت شعار یا کنجوس واقع ہے کہ بہت کم کم اس کے ہاتھ سے کسی صحیح موقع پر خرچ ہوتا ہے۔ الّا ماشاء اللہ وہ کیسے مرد کو مہر اور خرچ اور مکان جائداد وغیرہ دے سکے گی۔ روز عدالت کے دروازے کھٹکھٹائے جایا کرینگے۔ اسٹامپ کورٹ فیس وکیلوں کے محنتانے، تانگوں بسوں کی آمدنی بڑھے گی۔

مرد کس قدر بیوقوف بلکہ اُلّو بن کر رہ جائیں گے۔ اگر ان کو مہر خرچہ زیور وغیرہ ملا کرے گا کہ بڑی کوششوں کے بعد شادی ہوگی خرچ ہوگا کما کما کر لایا کرینگے۔ اور ہر روز یہ خطرہ رہے گا کہ ذرا بیگم صاحبہ کا مزاج خلاف ہُوا اور طلاق رسید۔ کیا کرایا سب غائب۔ اور مہر کا جوت سر پر اور بچوں کا خرچہ الگ عدت کا خرچہ الگ۔ پھر دوسری شادی کی کوشش اور دو چار دن بعد پھر یہی حشر۔ تو پھر کون بیوقوف ہوگا جو نکاح شادی کا نام بھی لے گا۔ نتیجہ کیا ہوگا عورتیں بے نکاح مرد بے نکاح بدکاریوں اور آوارگیوں میں مبتلا جانوروں سے بدتر ہو جائیں گے یہ ہوگی عورتوں کی خیر خواہی۔

آج مرد کی طرح عورت کو طلاق کا حق دلانے کا مطالبہ ہے۔ کل کو مرد کی طرح عورت کو کئی شادیاں کرنے کا مطالبہ بھی ہونا ضروری ہے اور ممکن ہے اپوا اور مشیران اپوا کے دل میں اب بھی یہ مطالبہ ہو مگر قوم کو نا اہل یا ناقابل خطاب سمجھ کر اس وقت نہ پیش کیا گیا ہو تو وہ جمہوری حکومت کے زیادہ شایانِ شان ہوگا۔ کہ ایک عورت ہوگی اور کم سے کم چار شوہر ہوں گے ہر اولاد جمہوری اولاد کہلائے گی۔ جیسے اب بھی جہاں آوارگی اور بے پردگی عام ہو رہی ہے وہاں جمہوری اولادوں کی رفتار بڑھ رہی ہے۔ اور عالمی کانفرنس تک میں جمہوری اولادوں کی فہرستیں پہنچ رہی ہیں۔ یا طوائف کے جمہوری گھروں میں یہ جمہوری اولاد بکثرت ملتی ہے۔ نہ ان کا کوئی باپ معین ہو سکتا ہے نہ وہ کسی خاندان کے چشم و چراغ بن سکتے ہیں۔ نہ کسی کے ذمہ ان کی اخلاقی عملی و علمی اور جسمی تربیت ہو سکتی ہے۔ نہ کسی کی جائداد اور مال و دولت کی وراثت مل سکتی ہے۔ نہ بچپن سے آخر تک آرام و راحت کا کوئی کفیل ہو سکتا ہے۔ تمام ملک ایسی کو دن اولاد سے بھرپور ہوکر دُنیا میں نام پیدا کریگا اور بے اصل و بے نسل افراد کا ملک بن کر رہ جائے گا۔ ہاں عورتوں کو مردوں سے یہ فضیلت ضرور حاصل ہو جائیگی کہ وہ صاحب نسل تو ہونگی، ایمان جائے، شرافت جائے، خاندان جائے، عزّت و آبرو جائے، اولاد نکمی بے تربیت نااہل اور حکومت پر بارِ محض بن جائے۔ مگر ایک ایسی فضیلت عورتوں کو حاصل ہو جائے جس میں کوئی مرد ان کا ہم پلّہ نہ ہو سکے۔ یہ ہوگا اس جدّت طرازی کا شاہکار۔

لیکن ایک اہم سوال باقی رہ جاتا ہے اور غالباً وہی اس جدّت طرازی کا محرک ہو رہا ہو۔ کہ آج کل کی نو زائیدہ مخلوق یورپ کے اثرات اور جدید تعلیمات میں غرور رکھنے والے لوگ اس قدر ظالم و جابر ہو رہے ہیں کہ نہ وہ بیویوں کے حقوق ادا کرتے ہیں نہ ان کو طلاق دے کر ایک طرف کر دیتے ہیں۔ اور مجبور لاچار عورتیں زندگی کا یہ دور بہت تلخ گزار رہی ہیں۔ اس لئے ضروری معلوم ہُوا کہ عورتوں کے ہاتھ میں طلاق کی باگ ڈور دے کر طلاق کو ایک کھلونا بنا دیا جائے۔ نتائج کیسے ہی خراب کیوں نہ پیدا ہو جائیں مگر اس قید و بند سے چھوٹ سکنے کا ایک ہتھیار اس کے ہاتھ میں آ جانا ضروری ہے۔

یہ سوال اپنی جگہ خود کافی اہم ہے۔ مگر اس کا حل ایسا تجویز کرنا جس سے دین و ایمان بھی رخصت ہو اور ملک و قوم بھی روز روز فتنہ و فساد کی آماجگاہ بن جائے قرینِ عقل نہیں ہے۔ اگر ہم موجودہ حالات کے سیلاب کو روک نہیں سکتے۔ دین اور علوم دین نیکی اور تقویٰ و پاکیزگی لوگوں کے دلوں میں نہیں جما سکتے اور اس طرح تمام مسلمانوں خصوصاً یورپ کے مسحور طبقہ کو درست نہیں کر سکتے۔ تو اس ظلم کا ضرور علاج ہونا چاہئے۔ لیکن دیکھنے کی بات یہ ہے کہ آیا شریعت مطہرہ میں اس ظلم کا تدارک کوئی موجود ہے یا نہیں اگر موجود ہے تو لامحالہ وہ ان تمام فتنہ و فسادات سے بری ہوگا اسی کو اختیار کرنا ایمان کو باقی رکھنا بھی ہوگا اور آرام و راحت اور اس غلط اور مضر تجویز سے بچاؤ بھی ہو جائیگا۔ شریعت اسلامیہ میں اس کی مندرجہ ذیل تدبیریں موجود ہیں

۱۔ خلع کہ اگر کسی طرح مرد و عورت میں نباہ نہ ہو سکتا ہو ان کی باہمی کوششیں ناکام ہو چکی ہیں تو ایک یا چند لوگ لڑکے کی طرف سے اور ایک یا چند لڑکی کی طرف سے باہم گفتگو کریں معاملات کو سُنیں اور سُلجھائیں اور ہر فریق اپنے آدمی کو سمجھا سمجھا کر اس اعتدالی صورت پر آمادہ کر دے۔ جو یہ لوگ دونوں کے اتحاد و اتفاق کے لئے ضروری سمجھیں اور یہ گتھی کسی طرح نہ سلجھ سکے تو مرد کو طلاق پر آمادہ کریں۔ اگر یہ کوشش بھی کامیاب نہ ہو اور کسی طرح زوجین پھر بھی ساتھ نہ رہ سکیں اور مرد باوجود بڑی بڑی فہمائشوں کے بھی طلاق پر آمادہ نہ ہو تو عورت کی طرف سے مہر کے عوض مرد کے عورت سے بے تعلق ہونے کو بذریعہ لفظ خلع تجویز کریں۔ عورت کہہ لے کہ میں نے بعوض مہر خلع کیا۔ مرد اس کو قبول کر لے یہ ایک طلاق بائن ہو جائے گی۔ مرد مہر سے اور عورت قید نکاح سے بالکل الگ ہو جائیگی۔ مگر کچھ عرصہ بعد اگر دونوں راہ راست پر آ جائینگے۔ تو پھر دوبارہ نکاح بھی ہو سکیگا معاملہ گو ختم ہے مگر ایسا ختم ہے کہ دوبارہ کی گنجائش رہ سکتی ہے۔

۲۔ اگر شوہر صرف مہر پر ایسا کرنے کو تیار نہ ہو تو مہر کے علاوہ کچھ اور رقم یا کوئی شے بھی تجویز کی جا سکتی ہے۔ جس

پر عورت کی طرف سے خلع اور مرد کی منظوری نکاح کو ختم کر دے گی۔

۳۔ یہ معاملہ خلع کے لفظ سے اور عورت کی جانب سے بھی ہو جاتا ہے۔ اور اگر مرد اپنی طرف سے طلاق کسی رقم یا شئے کے عوض دے یا یہ کہہ دے کہ اگر عورت مہر معاف کر دے یا اتنا روپیہ یا فلاں شے دیدے تو اس کو طلاق ہے یہ بھی ایک بائن طلاق ہو جائے گی اور ہوش آنے کے بعد پھر دوبارہ نکاح ہوسکیگا

۴۔ ایک اور آسان اور سہل ترین صورت یہ ہے کہ قوم اور برادری مل کر مصالحت پر زور دے اور شوہر کو مجبور کرے کہ فلاں فلاں شخص کو ثالث تجویز کیا جاتا ہے۔ تم ان کو اختیار دو کہ اگر کوئی صورت مصالحت کی بن نہ پڑے تو وہ انتہائی مجبوری کے وقت تمہاری طرف سے تمہاری بیوی کو طلاق دے دیں۔ اس اختیار ملنے کے بعد جذبات سے الگ ثالثوں کو حق ہوگا کہ کوئی صورت نباہ کی نہ دیکھیں تو عورت کی گلوخلاصی کر دیں۔

۵۔ مرد اگر ان میں سے کسی صورت پر آمادہ نہیں ہوتا ہے اور عورت مرد نے خود بھی کوشش کر لی۔ اعزہ و اقربا نے بھی کوشش کر لی تو حکومت سے اس میں امداد لی جا سکتی ہے۔ قاضی شرعی جب تک پاکستان میں نہیں بنایا جاتا ہے اس وقت تک ہر وہ مسلم حاکم جس کے متعلق نکاح و طلاق کے مقدمات ہوتے ہیں یہ مقدمہ لے کر مرد کو مجبور کر سکتا ہے اور اس کے علم یقین میں مرد کی زیادتی وظلم ثابت ہوتا ہے۔ تو وہ زبردستی اس کی زبان سے طلاق بھی دلوا سکتا ہے۔ اور وہ طلاق شرعاً معتبر ہوتی ہے۔ بشرطیکہ شرعی قواعد کی پابندی سے ہو۔ کوئی حاکم ایسا نہ کرے یا شریعت کے قوانین کے مطابق تحقیق و تجویز نہ کرے تو مسلمانوں کی پنچایت بھی ویسا کر سکتی ہے۔

۶۔ اگر کسی گفتگو کی نوبت ہی نہیں آتی یا مرد کسی طرح بات ہی نہیں کرتا اور اس کی آمادگی و غیر آمادگی معلوم ہی نہیں ہوسکتی اور وہ عورت کو خرچہ وغیرہ کچھ نہیں دیتا، نہ عورت کے پاس کسی جائداد وغیرہ یا کسی عزیز کی مدد سے خرچ کی سبیل ہے۔ نہ حفظ آبرو کے ساتھ کچھ آمدنی کا سلسلہ کر سکتی ہے۔ یا اس کو بغیر خاوند کے رہنے میں عصمت کا خطرہ ہے تو وہ قاضی شرعی یا حاکم مسلم کے یہاں دعوےٰ دائر کرے۔ نکاح اور خرچ وغیرہ کے انتظام نہ ہوسکنے کو شہادتوں سے ثابت کر دے تو حاکم شوہر کو طلب کر کے انتظامات کرنے کو کہے انتظامات نہ کر سکے تو طلاق دینے کو کہے۔ وہ طلاق بھی نہ دے تو کہہ دے کہ حاکم کو طلاق دینے کا اختیار ہے۔ اس پر بھی وہ طلاق نہ دے تو حاکم اپنی صوابدید کے موافق اگر مناسب سمجھے تو غور فکر کے لئے کچھ مہلت دیدے اس مہلت کے بعد دوسری تاریخ پر انتظام کر دے۔ یا طلاق دلا دے اگر طلاق نہ دے تو حاکم طلاق دیدے۔ اگر عدت کے اندر اندر بھی وہ انتظامات کر کے عدالت کو یا عورت کو مطمئن کر دے گا تو بیوی اس کی بیوی رہ جائے گی۔ ورنہ عدت ختم ہو جانے کے بعد عورت خود مختار ہو گی اور جس سے چاہے نکاح کر سکے گی۔ اگر کوئی ایسا نہیں کرتا کوشش کر کے دیکھ لیا گیا یا شریعت کے خلاف کرتا ہے تو پنچایت بھی قانون شرعی معلوم کر کے فیصلہ کر سکتی اور طلاق دے سکتی ہے۔

۷۔ اور اگر مرد کسی بیماری یا دُور دراز ہونے کی وجہ سے عدالت میں حاضر نہیں ہوسکتا تو عدالت اس کو ایک تحریری حکم بھیج دے۔ جو حکم دو گواہ مردوں کے سامنے لکھا جائے۔ اور دونوں کو مرد کے پاس بھیجا جائے کہ تمہارے خلاف تمہاری بیوی مسماۃ فلاں نے یہ دعوےٰ دائر کیا ہے۔ فلاں تاریخ پر تم خود حاضر ہوکر اور اگر حاضر نہیں ہوسکتے تو کسی کو وکیل بنا کر اس کو ہر انتظام اور طلاق وغیرہ کا اختیار دے کر جوابدہی کرو۔ اگر تم اس سے بھی معذور ہو تو اس وقت ان دونوں آدمیوں کے سامنے وہ انتظام لکھ کر دو جس سے عدالت مطمئن ہو جائے۔ اگر نہ کرنا چاہو تو طلاق دیدو۔ ورنہ حاکم کو طلاق کا اختیار ہے۔ ہم اس تاریخ پر طلاق دیدیں گے۔ اس پر اگر وہ ہر بات سے انکار کرے، نہ انتظام کرے نہ طلاق دے اور دونوں آدمی اس کے انکار کی شہادت دیں یا مرد یہ حکم لے کر قطعاً خاموش ہو جائے کوئی جواب ہی نہ دے اور یہ دونوں آدمی اس کی خاموشی اور عدم جواب دہی کی شہادت دے دیں تو حاکم کو طلاق دینے کا اختیار حاصل ہے۔ اگر حاکم نہ کرے یا شریعت کے خلاف کرے تو پنچایت قانونِ شرعی معلوم کر کے ایسا کر سکتی ہے۔

آدمی بھیجنے کے اخراجات عورت سے لے یا اگر حکومت میں اس کا کوئی مد ہو تو اس سے لے ورنہ چندہ سے لے لیا جائے بعض حکام نے جو یکطرفہ ڈگری کا معمول کر رکھا ہے بدوں سخت مجبوری کے یہ کافی نہیں ہوسکتا۔ تعجب ہے کہ ہر معاملہ میں حاضری ضروری ورنہ وارنٹ سے حاضری کرائی جاتی ہے۔ مگر حکام یہاں وارنٹ جاری نہیں کرتے یکطرفہ فیصلہ کر کے حرامکاری کا سبب مہیّا کرتے ہیں۔

۸۔ اگر خاوند کا پتہ نہ چلتا ہو کہ وہ کہاں ہے مردہ ہے یا زندہ ہے اور عورت اور اس کے اعزہ بہت تلاش کر چکے ہیں اس کا کوئی سراغ نہیں ملا تو وہ بھی مسلمان حاکم کے یہاں فسخ نکاح کا دعویٰ کریں۔ پھر حاکم خود تلاش کرائے جہاں جہاں اس کے جانے کا احتمال غالب ہو وہاں آدمی بھیج کر اور جہاں دُور کا احتمال ہو وہاں کی پولیس وغیرہ دُوسرے حکام کو تلاش کے لئے لکھ کر اور اخباروں میں شائع کر کے تلاش کرائے۔ اور یہ حکم بھی ساتھ لکھ دے۔ کہ وہ جہاں ہو جلد حاضر ہو ورنہ ہم اس کا نکاح باقی نہیں رکھیں گے۔ اس پوری کوشش کے بعد جب کوئی پتہ نہ چل سکے تو اب عورت کو چار سال تک انتظار کرنے کا حکم دے۔ پہلے انتظار کی مدّت کا کوئی اعتبار نہ ہوگا۔ کیونکہ وہ حاکم کی باضابطہ تلاش سے پہلے کا انتظار ہے۔ پھر چار سال بعد بھی اگر مرد کا پتہ نہ چلے زندہ مردہ ہونے کی اطلاع نہ ملے تو اگر عورت مطالبہ کرے۔ پھر درخواست دے تو حاکم اس شخص کے مرنے کا حکم صادر کرے کہ اب ہماری تحقیق میں وہ مر چکا ہے۔ اس حکم کی تاریخ کے بعد سے چار ماہ دس روز موت کی عدت گزار کر عورت خود مختار ہو جائے گی دوسرے سے نکاح کر سکے گی۔

۹۔ اگر خاوند نامرد ہے ۱۰۔ اگر خاوند مجنون بالکل پاگل ہے تو ان صورتوں میں بھی مسلمان حاکم کو خاص شرطوں کے ساتھ طلاق دے دینے کا اختیار ہے۔ یہ سب مسئلے اردو کتاب حیلہ ناجزہ میں تفصیل سے موجود ہیں۔ اہل معاملہ اور حاکموں کو اس کو سامنے رکھنا ضروری ہے۔ تاکہ کسی شرط کے خلاف ہوکر عمر بھر کے حرام میں مبتلا نہ ہوں اور یہ گناہ خود حاکم کی گردن پر بھی نہ رہے

نہ کوئی اور گناہ کا مددگار بن سکے۔

ع۱۱ اگر زمانہ نابالغی میں باپ اور دادا کے علاوہ کسی اور ولی نے نکاح کر دیا تھا تو عین بلوغ کے وقت خاص شرطوں اور طریقوں سے اس کے فسخ کرانے کا حق عورت کو بھی حاصل ہے۔ حیلہ ناجزہ میں تفصیل ملیگی۔ بغیر حاکم عدالت سے فسخ کرائے اور بغیر شرعی شرطوں اور قاعدوں سے فسخ کئے فسخ نہیں ہوگا

ع۱۲ زمانہ کی رفتار کو دیکھتے ہوئے شوہروں کے ظلم و استبداد کا زیادہ خطرہ ہوتا ہے۔ تو نکاح سے پہلے ایک کابین نامہ بھی لکھوایا جا سکتا ہے۔ بہتر ہو کہ اس کے فارم بھی نکاح ناموں کے فارموں کی طرح طبع ہو کر ملا کریں۔ ان کا مسودہ بھی حیلہ ناجزہ کے شروع میں درج ہے۔ جس کا یہ فائدہ ہوگا کہ ظلم و زیادتی کے وقت شوہر کی طرف سے عورت کو خود کو طلاق دے لینے کا اختیار دیا ہوا ہوگا۔ مگر احتیاط اسی میں ہے۔ کہ ظلم و زیادتی کی تشخیص کے واسطے پہلے سے ہی ایک دو معتبر شخص کے نام یا کسی جماعت یا برادری یا کسی ادارہ کا نام درج ہو جائے۔ کہ اگر وہ تشخیص کریں کہ ان واقعات میں واقعی شوہر کی زیادتی ہے تو عورت اس اختیار سے کام لے سکتی ہے۔ تاکہ عورت کی زود رنجی اور جلد بازی سے یہ معاملہ فسادات اور معاشرہ کے خلل کا ذریعہ نہ بن سکے۔ اس صورت میں وہ سب فوائد حاصل ہو سکتے ہیں جو شادی کمیشن کی سفارشی دفعات میں سے اس دفعہ کی محرک ہیں اور اور بالکل اسلام اور دین کے مطابق سب کام ہو سکتا ہے۔ اردو کتاب حیلہ ناجزہ میں ان کل نمبروں کی تفصیلات درج ہیں جو علمائے وقت نے بہت محنت سے معتبر طریق سے دینی تحقیقات سے ایک جگہ جمع کر دی ہیں۔ اور بہت سے علماء کی تصدیق بھی شامل ہیں۔ مگر اس کو لازمی قرار دینے میں گزشتہ خرابیاں ہیں۔

تعجب ہے کہ اس قدر انتظامات کرتے ہوئے اپوا اور اس کے ہوا خواہوں کو ایسی کیوں سوجھتی ہے۔ جس سے خود ہر مسلمان کا اسلام ہی خطرہ میں پڑ جاتا ہے حالانکہ یہی وہ تدبیریں ہیں جن سے وہ تمام منافع حاصل ہیں جن کو کمیشن پیش نظر رکھتا ہے اور ان تمام فتنہ و فساد سے پاک ہیں۔ جو کمیشن کی تجویزوں میں لازم آ رہے ہیں۔ ایک صحیح پُر امن اور درست راستے کو چھوڑ کر خطرناک طریقہ اختیار کرنے اور اسلام و ایمان کو استعفا دینا قرآن و حدیث

مسئلہ موت

(از مولانا ضیاء الدین قریشی خطیب جامع مسجد واہ چھاؤنی)

(۲)

سمجھدار کون لوگ ہیں

ہمارے ہاں تو وہ زیادہ سمجھ دار ہے جو دنیا اچھی کمانا جانتا ہو اور زیادہ چالاک و ہوشیار ہو۔ لیکن اسلام کے ہاں کچھ اور فیصلہ ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ملاحظہ فرمائیں۔

عن شداد بن اوس قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الکیس من دان نفسہ وعمل لما بعد الموت والعاجز من اتبع نفسہ ھواھا وتمنی علی اللّٰہ (رواہ الترمذی وابن ماجہ کذا فی المشکوٰۃ)۔

ترجمہ۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ سمجھ دار شخص وہ ہے۔ جو اپنے نفس کو (اللہ تعالیٰ کی رضا کے کاموں کا) مطیع بنائے اور مرنے کے بعد کام آنے والے اعمال کرے۔ اور عاجز (بیوقوف) ہے وہ شخص جو نفس کی خواہشوں کا اتباع کرے اور اللہ تعالیٰ سے وعیدیں باندھے۔

جامع صغیر میں ایک روایت آئی ہے فرمایا سمجھ دار وہ ہے جو موت کے بعد کے لئے عمل کرے اور ننگا وہ ہے جو دین سے خالی ہو۔ اس سلسلہ میں ہم ایک اور روایت پیش کرنا چاہتے ہیں جس کو ابن ماجہ نے مختصراً اور ابن ابی الدنیا نے اور طبرانی نے صغیر میں نقل کیا ہے کذا فی الترغیب عن ابن عمر قال اتیت النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم عاشر عشرۃ فقام رجل من الانصار فقال یا نبی اللّٰہ من اکیس الناس واحزم الناس قال اکثرھم ذکرا للموت واکثرھم استعدادا للموت اولئک الاکیاس ذھبوا بشرف الدنیا وکرامۃ الاخرۃ۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عمر فرماتے ہیں۔ کہ ہم دس آدمی جن میں ایک میں بھی تھا۔ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ایک انصاری نے حضور سے سوال کیا کہ سب سے زیادہ سمجھ دار اور سب سے زیادہ محتاط آدمی کون ہے حضور نے فرمایا جو لوگ موت کو سب سے زیادہ یاد کرنے والے ہوں۔ اور موت کے لئے سب سے زیادہ تیاری کرنے والے ہوں یہی لوگ ہیں جو دنیا کی شرافت اور آخرت کا اعزاز لے گئے۔

ان روایات سے صاف پتہ چلتا ہے کہ اسلام کے ہاں سمجھ دار وہ ہے۔ جس کو موت کا فکر زیادہ ہو اور عالم آخرت کی تیاری میں مصروف ہو۔ اس کسوٹی پر ہم اپنے آپ کو پرکھیں۔ عوام کو تو چھوڑیں خواص میں بھی تذکرہ موت بہت کم نظر آتا ہے۔ الا ماشاء اللہ

حالانکہ اس مسئلہ کی کتنی بڑی اہمیت ہے۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ لذتوں کو توڑ دینے والی چیز یعنی موت کو کثرت سے یاد کیا کرو۔

تذکرہ موت کے فوائد

(۱) لذتوں کو توڑنے والی ہے (۲) توبہ باری نصیب ہوتی ہے (۳) مال میں قناعت ہوتی ہے (۴) عبادت میں نشاط اور دل بستگی پیدا ہوتی ہے (۵) درجہ شہادت ملتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص پچیس مرتبہ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لِیْ فِی الْمَوْتِ وَفِیْ مَا بَعْدَ الْمَوْتِ پڑھے۔ وہ شہیدوں میں شامل ہو سکتا ہے (۶) اس سے گناہ زائل ہوتے ہیں (۷) دنیا سے بے رغبتی پیدا ہوتی ہے (۸) دلوں کو زندگی نصیب ہوتی ہے (۹) قساوت قلبی دور ہوتی ہے (۱۰) قلوب میں نرمی پیدا ہوتی ہے۔

باقی آئندہ

؎ایسی تحریف کرنا کسی طرح بھی عقل انسانی میں نہیں آ سکتا اور نہ کسی طرح مسلمان اس کو برداشت کر سکتے ہیں۔

اصلاح

اردو کتاب حیلہ ناجزہ کے مطابق تمام تدابیر فسخ نکاح وقت ضرورت عمل میں لائی جائیں۔

کس شان سے فردوس میں جاتے ہیں نمازی

(از جناب ایم یوسف بیگ صاحب محبوب دہلوی - لاہور)

اللہ کی نظروں میں سماتے ہیں نمازی
اور خلد میں جا اپنی بناتے ہیں نمازی

دل یادِ الٰہی میں لگاتے ہیں نمازی
مسجد میں صفیں اپنی جماتے ہیں نمازی

آنسو جو نمازوں میں بہاتے ہیں نمازی
لَو آتشِ دوزخ کی بجھاتے ہیں نمازی

یہ لطف نمازوں کا اٹھاتے ہیں نمازی
دیدارِ خدا سجدے میں پاتے ہیں نمازی

دھو دیتے ہیں اعمال برے سارے وضو سے
یوں داغ گناہوں کے چھڑاتے ہیں نمازی

ہونے نہیں دیتے وہ قضا اپنی نمازیں
مسجد میں بڑے وقت پر آتے ہیں نمازی

جب وقت نماز آیا تو کہہ کہہ کے اذانیں
ہر ایک نمازی کو بلاتے ہیں نمازی

کرتے ہیں سدا پانچ ملاقاتیں خدا سے
کیا مرتبہ معراج کا پاتے ہیں نمازی

رکھتا ہے خدا حشر میں بھی لاج انہیں کی
جب ہاتھ کو باندھے ہوئے جاتے ہیں نمازی

سجدوں کے لئے اپنی کٹا دیتے ہیں گردن
پانی کی طرح خون بہاتے ہیں نمازی

مرضی ہے یہ تیری انہیں بخشے کہ نہ بخشے
دھونی تری چوکھٹ پہ رماتے ہیں نمازی

جب بھوک میں کرتے ہیں ادا حق کے فرائض
پھل گلشنِ فردوس کے پاتے ہیں نمازی

حوریں بھی رہا کرتی ہیں مشتاقِ زیارت
منہ موڑ کے دنیا سے جو جاتے ہیں نمازی

رضواں درِ جنت پہ یہ کہتا ہے کہ دیکھو
کس شان سے فردوس میں جاتے ہیں نمازی

مقبول دعا ہوتی ہے محبوب انہیں کی
جب دستِ دعا اپنا بڑھاتے ہیں نمازی

بچوں کا صفحہ

از ہلال عثمانی

سچی کہانی

بلخ کا بادشاہ ابو ابن اَدُہم بہت ہی رحمدل، انصاف پسند، اور رعایا پرور تھا۔ ایک رات اس نے خواب میں دیکھا کہ "اُس کا کمرہ سفید روشنی سے بقعۂ نور بنا ہوا ہے۔ اور اس روشنی میں ایک فرشتہ ایک سنہری کتاب میں کچھ لکھ رہا ہے۔ بادشاہ نے پوچھا۔

"کیا لکھ رہے ہو؟"

فرشتے نے سر اٹھا کر جواب دیا" میں خدا کے ان بندوں کا نام لکھ رہا ہوں جو خدا کو بہت پیارے ہیں۔

بادشاہ نے پھر سوال کیا" کیا اس کتاب میں کسی جگہ میرا نام بھی لکھو گے؟

فرشتے نے کہا۔ نہیں!

فرشتے نے لکھ لیا اور غائب ہوگیا

دوسرے روز فرشتہ پھر اسی روپ میں ظاہر ہوا اور بادشاہ کو بہت خوبصورت سنہری کتاب دکھائی بادشاہ نے پوچھا۔ یہ کیا ہے؟ فرشتے نے جواب دیا۔ کہ یہ وہی کل والی کتاب ہے۔ جس میں خدا کے پیارے بندوں کا نام لکھا جاتا ہے بادشاہ نے کتاب کھول کر دیکھا۔ تو پہلے ہی صفحہ پر سب سے پہلے اسی کا نام سنہری اور جلی حروف میں لکھا ہوا تھا۔ بادشاہ کو اس کتاب میں اپنا نام دیکھ کر خوشی بھی ہوئی اور تعجب بھی ہوا اس نے فرشتہ سے اس کا سبب پوچھا۔ فرشتہ نے جواب دیا۔ چونکہ تم کو خدا کے بندوں سے محبت ہے۔ اس لئے خدا کو بھی تم سے محبت ہے۔ خدا ان ہی بندوں سے سب سے زیادہ محبت کرتا ہے۔ جو اس کے بندوں سے محبت اور شفقت کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اس کتاب میں سب سے پہلے تمہارا نام لکھنے کا حکم دیا گیا۔

بچو! اگر تم بھی خدائے بزرگ و برتر کی خوشنودی اور رضا مندی حاصل کرنا چاہتے ہو۔ تو اس کے بندوں سے اچھا برتاؤ کرو۔ کیونکہ مخلوق کی خدمت ہی سب سے بڑی عبادت ہے۔ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:-

شنیدم کہ مردان راہ خدا
دل دشمناں را نہ کردند تنگ
ترا کے میسر شود ایں مقام
کہ با دوستانت خلاف ست جنگ

یعنی خدا کے نیک بندے تو دشمنوں کے ساتھ بھی نیک اور اچھا سلوک کرتے ہیں۔ لیکن تم دوستوں کے ساتھ بھی لڑتے رہتے ہو۔ اگر تم اس مقام پر پہونچنا چاہتے ہو۔ تو سب سے پہلے مخلوق کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔ (الجمعیۃ دہلی)

حضرت ابو ابن ادھم کی لوگوں سے محبت نے انہیں زیادہ دیر تک تخت پر بیٹھنے نہ دیا۔ اور وہ بادشاہی کو چھوڑ کر ایک عام لکڑہارا بن گئے۔ ہر روز صبح وہ جنگل میں جاتے۔ کلہاڑے سے لکڑیاں کاٹتے اور سر پر اُٹھا کر شہر مکہ میں پہنچ کر یوں آواز لگاتے۔

"ہے کوئی جو حلال مال سے حلال چیز خریدے"!

اس طرح اُن کی بسر اوقات ہوتی رہی۔ حلال کے رزق کمانے اور کھانے سے ان کی محبت اللہ اور اُس کے بندوں کے ساتھ بڑھتی گئی۔ یہاں تک کہ جو عبادت کرتے اس میں بھی انھیں خاص قسم کی لذت محسوس ہوتی۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ ایک روز بازار سے کھجوریں خریدنے کے لئے گئے۔ ترازو کے پلڑے سے دو چار کھجوریں گر گئیں۔ انھوں نے یہ سمجھ کر گری ہوئی کھجوریں اُٹھا لیں کہ شائد میری ہیں۔ لیکن در اصل وہ وزن سے زائد تھیں۔ جو دُکاندار کا حق تھا۔ لیکن یہ مشتبہ مال کھانے ہی سے عبادت میں جو سرور اور تسکین حاصل ہوتی تھی وہ جاتی رہی۔ حالانکہ انھوں نے وہ کھجوریں جان بوجھ کر نہیں کھائی تھیں۔ اس بات پر وہ پریشان رہنے لگے۔ اور بار بار اللہ تعالےٰ سے دعا کرتے کہ انہیں عبادت کا لطف دوبارہ حاصل ہو۔ آخر کار اللہ تعالےٰ نے انہیں کمال شفقت سے سمجھایا کہ قصور صرف ان دو چار کھجوروں کا ہے۔ اس پر یہ اللہ تعالےٰ سے معذرت خواہ ہوئے اور ذکر الٰہی کی لذت انھیں پھر نصیب ہونے لگی۔ اگرچہ شروع میں ان کا شمار بادشاہوں میں تھا لیکن آخر میں ان کا شمار بڑے اولیائے کرام میں ہونے لگا۔

پیارے بچو! اس سچی کہانی میں ہمارے لئے یہ سبق ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ ہمیں بھی حلال روزی کمانے اور کھانے کی توفیق عطا فرمائے حرام کھانے سے عبادت کی اوّل تو توفیق نہیں ہوتی۔ اگر عبادت کریں تو قبول نہیں ہوتی۔

ہمدم الیمین لاہور
۲۶
۳۰ ستمبر ۱۹۵۶ء
رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۰۴۷
ایڈیٹر
عبدالمنان چوہان
منظور شدہ محکمہ تعلیم
(۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۵/۱۶۳۲۱ مورخہ ۲ مئی ۱۹۵۶ء
(۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری C-B-T/۲۷۳۰، ۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء
بدل اشتراک
سالانہ لہ۱۱
ششماہی ۶/-
فی پرچہ ۴/
پنجاب بسکٹ
پاکستان کے
لذیذ ترین بسکٹ
پنجاب بسکٹ فیکٹری لاہور
ٹیلیفون نمبر ۲۱۲۳
پاکستان کا تیار کردہ
بہترین کٹ پیس ریستاروں کی شوبھا کان
حبیبے زری ہاؤس ریشو
شاہ عالمی مارکیٹ لاہور
اسلامی بھائیوں کی دکان
کشمیری بازار لاہور کے تیار کردہ
خوشبودار تیل و عطر
سب معزز گھرانے استعمال کرتے ہیں آپ بھی استعمال فرمائیں
اپنے شہر کے ہر بڑے جنرل مرچنٹ سے خرید کر آزمائش کریں۔
پتہ:- اسلامی بھائیوں کی دکان رجسٹرڈ کشمیری بازار لاہور
اچھے لوگوں کی اچھی پسند
او کے فین
ٹیبل اور سیلنگ فین
اے سی
ڈی سی
ہر بڑے دکان دار سے طلب کریں
او کے الیکٹرک کمپنی، حویلی میاں خاں لاہور
آپ کی قدیم اور محبوب دکان
قائم شدہ ۱۹۰۲ء ٹیلیفون ۳۶۶۹
چائنہ مارٹ
دھنی رام سٹریٹ انارکلی لاہور
اعلیٰ قسم ٹی، ڈنر کافی فروٹ سٹ
شیشے کے کیمین سٹ، پھولدان، فروٹ ڈش
کے علاوہ
اسیل کا سامان۔ گیس لیمپ سٹور
اور نمائش کے لئے لکڑی کے دیدہ زیب ٹیبل لیمپ، پھولدان وغیرہ وغیرہ
مناسب قیمتوں پر دستیاب ہو سکتے ہیں۔
شیر پنجاب ہوٹل
بیرون دہلی گیٹ
لاہور
بروز بدھ اور جمعہ مرغ بریانی،
خالص گھی کے لذیذ کھانے۔ عمدہ چائے، خالص دودھ اور اعلیٰ لسی
زیر نگرانی ـــــ کالا پہلوان
ہمارے ہاں
کولڈ سٹارٹ آئیل انجن۔ بندہ مشین، خراد مشین
آئیل ایکسپلیر۔ پیپر کٹنگ مشین اور گنا پیلنے کی مشین
اور ان کے متعلقہ پرزہ جات نہایت مناسب
قیمت پر دستیاب ہو سکتے ہیں۔
صادق انجینئرنگ ورکس لاہور
ورکشاپ سرکلر روڈ فیروز سٹریٹ
دفتر برانڈرتھ روڈ لاہور
کوئی مرض لا علاج نہیں
فون نمبر ۷۵۹
مختلف سائز
ایم۔ اے۔ ایس اینڈ کمپنی حبیب گنج لاہور
سلطان فونڈری اینڈ میٹل ورکنگ ورکز
زرافشاں جیولرز
خالص سونے کے
بہترین زیورات
ٹیلیفون ۴۳۷۱
۲۴ ۳۳ کمرشل بلڈنگ مال روڈ۔ لاہور